فیصل آباد کا تہذیبی، علمی و ادبی منظر نامہ اور ادب شاعری: تعارفی جائزہ

Faisalabad's Cultural, Academic and Literary Landscape and Literature Poetry-Introductory Review

پروفیسر ڈاکٹر ابرار عبدالسلام *

ڈاکٹر یاسر فاروق**

Abstract:

Faisalabad is famous for various religious genres of Urdu. This article iscompiled in view of the need for research and critical study of the services rendered by the poets in the last two hundred years. Until now, the genres of speech of praise, naat, manaqbat, salutation and salam have been evaluated in Faisalabad and the poetry of Faisalabad has been evaluated in the context of religious genres of speech. In the contemporary literary scene, there was a need for poetry written on Hamad and Naat and other religious themes of Faisalabad because the uniqueness of the work done on these genres here has added freshness to the creative environment of the religious genres Sakhan Hamdunaat etc. Hundreds of books have been published on these topics in this city, in view of the need to review their separate specializations, this paper was compiled to assess the creative performance of this city in the entire atmosphere of praise and religious poetry.

Keywords: *Faisalabad, cultural, Academic, Literary landscape, literature, Poetry.*

تعارف:

انسان ایک معاشرتی حیوان ہے مل جل کر رہنا پسند کرتا ہے، تنہائی سے ڈرتا ہے۔ اسی لئے وہ دیہات، آبادیاں اور شہروں میں اپنا گھر بناتا ہے تاکہ معاشرہ میں زندگی گزار سکے۔ ہم جب کسی شہر، ملک، مذہب یا کھنڈرات کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم حیات و کائنات کے دلکش مناظر میں کھو جاتے ہیں۔ اور تاریخ ہمارے مذہب یا شہر کی ہو تو زاویہ نگاہ کی حیرت اور سوچ کی سطحیں اور تیز ہو جاتی ہیں۔ معاشرے سے مراد لوگوں کا ایک ساتھ مل جل کر رہنا اور لوگوں کے ساتھ مل جل کر اپنے مسائل کو حل کرنا ہے۔ انسان اپنی خواہشات، ضروریات، ماحول اور طبیعت کی وجہ سے معاشرہ کی تشکیل پر مجبور ہوا۔ انسان نے اپنی ضروریات کو معاشرے کے دوسرے لوگوں کے ساتھ مل جل کر خوش اسلوبی اور خوش اخلاقی سے پورا کیا۔ سب سے پہلا معاشرہ، حضرت آدمؑ کے زمانے میں وجود میں آیا۔ اس کے بعد کئی معاشرے وجود میں آئے لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس میں بہت سی تبدیلیاں آئیں۔

....

*Department of Urdu, Emerson University Multan, Pakistan.drabrarabdulsalam@gmail.com

**Lecturer, Department of Islamic Studies, Ghazi University, Dera Ghazi Khan, Pakistan. yfarooq@gudgk.edu.pk

معاشرے کا مقصد ہی دوسرے لوگوں کے ساتھ مل جل کر رہنا اور حقوق العباد کی ادائیگی کرنا ہے۔ اسلامی معاشرے کی تشکیل کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو مبعوث فرمایا۔ اسلامی معاشرے کی بنیاد قرآن و سنت پر ہے۔ اسلام لوگوں کو مل جل رہنے، آپس میں اچھا برتاؤ کرنے کا اور ایک دوسرے کی مدد کرنے کا درس دیتا ہے۔ اسلام کے نزدیک روئے زمین کے کل انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ جو شخص کلمہ پڑھ توحید و رسالت کا اقرار کر لیتا ہے وہ اسلامی معاشرے کا ایک رکن بن جاتا ہے۔ اور اس پر فرض ہو جاتا ہے کہ وہ اسلامی طرز معاشرت کے مطابق زندگی بسر کرے۔

تاریخ

اشرف اشعری فیصل آباد کی تاریخ کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ:

"فیصل آباد کوئی بہت ہی تاریخی شہر کی حیثیت نہیں رکھتا مگر اس کے گوشے اتنے تاریک بھی دکھائی نہیں دیتے ہیں اس خطے کے تاریخی کردار مرزا صاحباں، بھگت سنگور، احمد خان کھرل، رنگوجٹ اور کیپٹن سرور شہید اس شہر کے اوراقِ تاریخ کے ماتھے پر جھومر کی طرح نمایاں نظر آتے ہیں۔ جن کی داستانیں آج بھی ساندل بار کے اس پورے خطے میں گونجتی ہیں"[1]

جس جگہ پر آج فیصل آباد موجود ہے یہ تاریخ کی کتب میں ساندل بار، ساندل دھرتی اور ساندل بار کے نام سے مشہور تھی۔ جب اکبر اعظم کے دور میں کچھ لوگوں نے بغاوت شروع کی تو اکبر اعظم نے ان کا قلع قمع کرنا شروع کر دیا۔ باغی اکبر اعظم کا مقابلہ نہ کر سکے اور مختلف جنگلوں اور ویرانوں میں چھپ کر زندگی گزارنے لگے۔ کچھ باغی اس علاقے میں بھی آ گئے اور یہاں آباد ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ ان باغیوں کے سردار کا نام ساندل تھا۔ جس کی وجہ سے یہ علاقہ تاریخ میں ساندل بار کے نام سے مشہور ہو گیا۔ ان کا پیشہ چوری کرنا اور لوگوں کو لوٹنا تھا۔ اشرف اشعری اس حوالے لکھتے ہیں کہ:

"اسکندر اعظم سے لے کر مغل حکمرانی تک ہندوستان میں کئی انقلاب آئے اور مٹ گئے۔ ہندوستان کی تاریخ میں کئی نئے باب کھلتے رہے۔ اکبر اعظم کے دور میں کئی معرکے اور جنگیں ہوئیں کئی قبیلے اکبر اعظم کی مار کھا کر جنگلوں کی طرف بھاگے ایک روایت کے مطابق ساندل بار کی دھرتی میں ان بھاگے ہوئے لوگوں نے ڈیرے لگا لئے۔ یہ لوگ چور بن کر زندگیگزارنے پر مجبور ہو گئے۔ ساندل ان کا سردار تھا۔ جس کے نام کے ساتھ مختلف روایات چلی آ رہی ہیں۔ یہ لوگ جہاں رہتے تھے اسے "جھوک" یا "راہنیہ" کہتے ہیں ایک روایت یہ بھی ہے کہ ساندل ار آریہ قوم کا مسکن تھا"[2]

بار کے لفظی معنی جنگل، اجاڑ، بیابان کے ہیں۔ بار سطح مرتفع کو کہتے ہیں جہاں دریائی پانیوں کی رسائی ممکن نہ تھی، بار کہلائی جیسے راوی اور چناب کے دوآبے کو ساندل بار کہتے ہیں یعنی بار کی اصطلاح بلندی کی دلالت کرتی ہے۔ ایک اور دلیل کے مطابق بار لفظ بارانی سے ہے۔ بہر کیف مطلب یہ ہے کہ بار جنگل، اجاڑ یا بیابان کو کہتے ہیں۔

1. ساندل بار۔ راوی اور چناب کے دوآبے کو ساندل بار کہتے ہیں جس میں کچھ حصہ گوجرانوالہ کا ہے۔ شیخوپورہ، ننکانہ، جڑانوالہ، تاندلیانوالہ، فیصل آباد، حافظ آباد، چنیوٹ، سمندری، گوجرہ، ٹوبہ اور رجانہ کا علاقہ شامل ہیں۔

2. نیلی بار۔ اس کی حدود میں ساہیوال، پاکپتن، کمیر، عارف والا اور ملتان کا کچھ حصہ شامل ہے۔
3. گنجی بار۔ بورا، وہاڑی، خانیوال، میانوالی اور مظفر گڑھ کے کچھ علاقے اس میں شامل ہیں۔
4. گوندل بار۔ سرگودھا، جھنگ، منڈی بہاؤالدین اور کچھ حصہ میانوالی کا شامل ہے۔

وقت کے ساتھ ساتھ مذکورہ چار باروں کے علاوہ کچھ ذیلی باریں بھی وجود میں آئیں جیسے راوی بار، بیاس بار، خزانے دی بار اور کرانہ بار وغیرہ۔ ان سب سے زیادہ مقبولیت ساندل بار کو ملی۔ ساندل بار کے ہیرو یا مزاحمت کار لوگوں نے اس کا نام روشن کیا۔ ساندل بار نے بہت سی مشہور شخصیات اور مشاہیر پیدا کیئے ہیں۔[3]

۱۸۸۵ء میں جب جھنگ کے ڈپٹی کمشنر ساندل بار کے علاقے کا دورہ کرنے آئے تو اس کے ماتحتوں نے انہیں یہاں شہر بسانے کی تجویز دی۔ ڈپٹی کمشنر کیپٹن بیکے نے اس تجویز کو پسند کیا اور یہاں شہر بسانے کا حکم دیا۔

جھنگ کے ڈپٹی کمشنر کیپٹن بیکے کے حکم نامے کے مطابق تقریباً ایک سو دس ایکڑ رقبے پر شہر بسانے کی تیاری ہونے لگی۔ اور اس شہر کی منصوبہ بندی کی ذمہ داری سر گنگارام اور کیپٹن پونم ہنگ کے سپرد کر دی گئی۔ ۱۵ جولائی ۱۸۹۰ء کو لائل پور کو نوٹیفائیڈ ایریا کمیٹی قرار دے دیا گیا۔ ۱۹۰۴ء سے پہلے لائل پور ضلع جنگ کی تحصیل چنیوٹ کا ایک قصبہ تھا۔ اشرف اشعری اس شہر کے قیام اور وجہ تسمیہ کے متعلق یوں رقم طراز ہیں:

"لائل پور ضلع جھنگ کی ایک تحصیل تھی۔ بعد میں جب آبادی بڑھ گئی تو لائل پور کو ضلع بنا دیا گیا۔ تحصیل لائل پور کے شمال میں ضلع جھنگ، مشرق میں گوجرانوالہ، شیخوپورہ جنوب میں تحصیل جڑانوالہ، مغرب میں تحصیل سمندری اور ٹوبہ ٹیک سنگھ ہیں۔ اس تحصیل میں لائل پور سب سے بڑا شہر ہے۔ ضلع کا صدر مقام ہے۔ یہ شہر ۱۸۹۶ء میں آباد ہوا۔ اور سر جیمز لائل صاحب کے نام پر جو اس وقت پنجاب کے لفٹیننٹ گورنر تھے، لائل پور رکھا گیا"[4]

اسی طرح محمد اسحاق بھٹی صاحب فیصل آباد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ:

"لائل پور کی بنیاد ۱۸۹۶ء پنجاب کے لیفٹیننٹ گورنر لارڈ رئل نے رکھی تھی۔ اس کا گھنٹہ گھر دو سال میں تعمیر ہوا تھا۔ اس کی تعمیر کا آغاز نومبر ۱۹۰۳ء میں ہوا۔ اور دسمبر ۱۹۰۵ء میں اس کی تعمیر مکمل ہوئی۔ اس کے معمار کا نام گلاب خان تھا"[5]

آبادکاری

ملک اشفاق صاحب اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں کہ: "آٹھ بازاروں کے باہر کا علاقہ اب کافی ویران نظر آتا تھا اور زیادہ تر ریت کے چھوٹے چھوٹے ٹیلے شہر کی ہر جانب نظر آتے تھے۔ پکی ماڑی کے مقام پر ریت کا سب سے بڑا ٹیلہ تھا۔ اور وہاں تھوڑے سے کچے گھروں کی آبادی بھی تھی اس لیے پہلے شہر کا نام پکی ماڑی ہی تجویز ہوا تھا۔ اس نام کے حوالے سے ایک نوٹیفکیشن بھی جاری ہوا تھا۔ لیکن کچھ ہی عرصہ بعد شہر کا نام چناب کالونی تجویز ہوا چناب کالونی کے نام کا بھی نوٹیفکیشن جاری ہوا تھا۔ لیکن کچھ عرصے بعد اس کو بھی بدل کر لیفٹیننٹ گورنر پنجاب سر جیمز لائل کے نام پر لائل پور رکھ دیا گیا۔ ۱۸۹۶ء کے بعد

لائل پور کو تحصیل کا درجہ دے دیا گیا۔ یہ تحصیل رقبے کے لحاظ سے بہت بڑی تھی۔ جب کہ تحصیل لائل پور میں مزید توسیع کرتے ہوئے قصبہ منٹگمری کو بھی تحصیل لائل پور میں شامل کر دیا گیا۔۱۸۹۹ء میں لائل پور کو سب ڈویژن ہیڈ کوارٹر کا درجہ دے دیا گیا۔ لائل پور شہر کی تمام بنیادی تعمیرات اور سرکاری دفاتر ۱۸۹۶ء سے ۱۸۹۷ء تک ایک سال کے عرصہ میں تعمیر ہو چکے تھے"[6]

ضلع کونسل کے ریکارڈ کے مطابق فیصل آباد کا حدود اربعہ ذیل ہے:

"ضلع فیصل آباد میں ۸۴۲ گاؤں ہیں۔ کل رقبہ ۱۴۴۷۷۰۳ ایکڑ فی مربع کلو میٹر ہے۔ اس میں سے ۱۱۹۷۳۳۳ ایکڑ رقبہ نہری نظام کے تحت زیر کاشت ہے جبکہ ۱۱۲۳۱۵۳ ایکڑ رقبہ جو بارانی ہے زیر کاشت لایا جاتا ہے۔ جنگلات صرف ۲۲۹۰ ایکڑ ہیں۔ شہر کی آبادی میں تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ۱۹۵۱ء میں ضلع فیصل آباد کی آبادی بڑھ کر ۳۵۶۲۰۰ ہو گئی۔ دسمبر ۱۹۹۳ء یہ آبادی ۴۲۴۷۰۰۰ ہو چکی تھی۔ ۲۰۰۶ء کی تخلیق کے مطابق آبادی ۲ء۱ کے تناسب سے روزانہ بڑھ رہی ہے"[7]

فیصل آباد ضلع کی زمین بہت لمبی چوڑی ہے۔ اس کی سرحدیں جنوب کی طرف اوکاڑہ سے جا ملتی ہیں اور مغرب کی طرف اس کی سرحدیں جھنگ اور ٹوبہ ٹیک سنگھ سے جا ملتی ہیں۔ مشرق کی طرف اس کی سرحدیں ضلع ننکانہ صاحب تک اس کی سرحدیں پھیلی ہوئی ہیں۔ جبکہ شمال کی طرف اس کی سرحدیں ضلع چنیوٹ تک موجود ہیں۔ اس ضلع کی سطح ہموار ہے اور یہ ایک میدانی علاقہ ہے۔ بنیادی طور پر یہ علاقہ گرم ہے۔ مگر بفضلِ خدا چاروں موسم سے اہل علاقہ لطف اندوز ہوتے ہیں۔ فیصل آباد کے نقشہ کے بارے میں دو روایات مشہور ہیں۔ ایک یہ کہ اس شہر کا نقشہ ایک اسلامی ملک ''سوڈان'' کے شہر ''خرطوم'' کی طرز پر تیار کیا گیا۔ جبکہ دوسری یہ کہ برطانوی پرچم یونین جیک کو مدنظر رکھ کر بنایا گیا ہے۔

اسلامی انسائیکلوپیڈیا کے مطابق:

"فیصل آباد کا نقشہ سوڈان کے دارالحکومت خرطوم کی طرز پر یونین کے نمونے پر بنایا گیا ہے"[8]

فیصل آباد کا ایک مقصد جنوبی افریقہ کی جنگ میں انگریز فوج کو اونٹوں، گھوڑوں اور خچروں کی فراہمی بھی تھی۔ اس لئے یہ طے پایا کہ یہاں کی زمین ان لوگوں میں تقسیم کی جائے جو گھوڑوں اور اونٹوں کی اچھی طرح پرورش کر سکیں۔ یہ مقصد شاہ پور اور ساہیوال منٹگمری کے تقسیم اراضات کے وقت بھی رہا۔ اور ان علاقوں کی دو لاکھ ایکڑ زمین صرف گھوڑے پالنے والی سکیم کیلئے لوگوں میں تقسیم ہوئی۔ بہت ہی اچھے بیج اور گائے کی چیدہ چیدہ نسل کو اس علاقے میں ابھارا گیا تاکہ فوجی چھاؤنی کے افسران کو دودھ، مکھن اور بہتر پودے مہیا کئے جا سکیں۔ اس لحاظ سے یہ کالونی برطانوی حکومت کیلئے تین طرح سے فائدہ مند تھی۔ فیصل آباد کے بارے میں قائد اعظم نے ارشاد فرمایا: "لائل پور اس وقت نہ صرف کا ایک بہت بڑا شہر ہے بلکہ پاکستان کے قیام کے بعد بھی ایسا ہی شاندار شہر ہو گا۔ میں نے آج یہاں مسلم لیگ کا جھنڈا لہرایا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ تمام مسلمان پوری یک جہتی اور استقلال کے ساتھ اس کے نیچے کھڑے ہوں گے۔ آپ نے جس طرح مجھے جوش و خروش اور خلوص کے ساتھ مجھے خوش آمدید

کہا، میں اس کیلئے آپ کا شکر گزار ہوں"[9]

تعلیمی ادارے

فیصل آباد کے تعلیمی اداروں کے بارے میں محمد زہکم پاشا لکھتے ہیں کہ:

"Faisalabad has fourteen degree colleges, taking boride in its Punjab college of textile, Engineering, medical colleges, college of textile engineering college of commerce and college of Education. The oldest college Dhobi Ghat, which started as a middle school, in 1897.A part from the colleges and the universities the city has four famous research institution Ayub Agricultural research institute nuclear institute of Agriculture Biology National institute of Bio technology and genetic engineering and Punjab forest research institute.''[10]

"فیصل آباد میں چودہ ڈگری کالجز ہیں، جو اس کے پنجاب کالج آف ٹیکسٹائل، انجینئرنگ، میڈیکل کالج، کالج آف ٹیکسٹائل انجینئرنگ کالج آف کامرس اور کالج آف ایجوکیشن میں بورڈ لے رہے ہیں۔ سب سے پرانا کالج دھوبی گھاٹ، جو 1897 میں ایک مڈل اسکول کے طور پر شروع ہوا تھا۔ کالجوں اور یونیورسٹیوں کے ایک حصے میں شہر میں چار مشہور تحقیقی ادارے ایوب زرعی تحقیقی ادارہ نیوکلیئر انسٹی ٹیوٹ آف ایگریکلچر بائیولوجی نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف بائیو ٹیکنالوجی اینڈ جینیٹک انجینئرنگ اور پنجاب ہے۔ جنگلاتی تحقیقی ادارہ"

معاشی و معاشرتی ترقی:

فیصل آباد کے بارے میں احمد غزالی لکھتے ہیں کہ:

"انسان کو جو بات سب سے زیادہ محبوب اور عزیز ہوتی ہے وہ اس قوم یا قبیلے آبادی کی صدیوں پرانی رسومات اور روایات ہیں۔ ریت، رسم و رواج کیا ہے۔ یہ طرز عمل، مخصوص شکلوں، زبانی اصولوں، عمل اور رد عمل کی مقرر حالتوں کی طے شدہ صورتیں ہیں۔ جو ان سے شعوری طور پر آگاہ ہے وہ بھی جو بنا سوچے سمجھے ان پر کاربند ہے۔ وہ بھی رسم و رواج کے بندھن میں کسی طرح جکڑا ہوا ہے"[11]

فیصل آباد کے لوگوں کا رہن سہن نہایت سادہ ہے اور یہاں کے باشندے آپس میں مل جل کر رہنا زیادہ پسند کرتے ہیں۔ اور چونکہ یہ پنجاب کا صنعتی شہر ہے اس لیے یہاں کے لوگ زیادہ تر شلوار قمیض کو ترجیح دیتے ہیں اور اس شہر میں ہر طرح کی سبزی اور پھل کاشت کئے جاتے ہیں اگر پیشے کے حوالے سے بات کریں تو فیصل آباد کے لوگ زیادہ تر کھیتی باڑی اور زراعت کے شعبہ سے منسلک ہیں اور صنعت کا شعبہ بھی بہت وسیع ہے اس کے علاوہ کچھ لوگ تجارت کے پیشہ سے بھی منسلک ہیں اور کچھ کپڑا بنانے اور فروخت کرنے کے پیشہ سے وابستہ ہیں دستکاری اور ملازمت بھی اس ضلع کے اہم ذریعہ معاش ہیں۔ فیصل آباد کے ذریعہ معاش کے بارے میں اشرف اشعری لکھتے ہیں کہ:

"ضلع لائل پور میں دیہات کے لوگ کھیتی باڑی کا کام کرتے ہیں۔ قصبوں اور شہروں میں بیوپار کا کام ہوتا ہے۔ کچھ لوگوں کا گزارا ملازمت پر ہے۔ بہت سے لوگ محنت مزدوری کر کے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ ہر گاؤں میں دستکار بھی ہیں جو لوگوں کی معمولی ضروریات کی چیزیں تیار کرتے ہیں۔ مثلا لوہار، کمہار، ترکھان، تیلی، نائی، رنگریز، موچی، جولاہا اور دھوبی وغیرہ۔
گندم، توریہ، کپاس وغیرہ۔ اجناس دیہات میں لوگوں کی ضرورت سے زیادہ پیدا ہوتی ہیں۔ زمیندار لوگ انکو منڈی میں بیچ کر ان کے بدلے تانبے اور پیتل کے برتن، کپڑا اور کھانڈ وغیرہ خرید کر لے جاتے ہیں۔ چیزوں کے اس باہمی تبادلے کا نام بیوپار یا تجارت ہے"[12]

دینی و عصری درس گاہیں

فیصل آباد میں بہت سے ایسے مقامات اور ادارے ہیں جو کہ قبل از آزادی سے قائم ہیں اور ابھی تک قائم ہیں۔ اس کے علاوہ وقت کے ساتھ ساتھ اس شہر میں مزید عمارات قائم ہوئیں۔ اور بہت سے ادارے معرض وجود میں آئے۔ فیصل آباد کی سب سے مشہور اور قدیم عمارتوں میں سے گھنٹہ گھر اور گھنٹی اہم ہیں۔ اگر تعلیمی اداروں کا تذکرہ کیا جائے تو زرعی یونیورسٹی سب سے اہم ہے۔ یہ ایشیا کی رقبہ کے لحاظ سے سب سے بڑی یونیورسٹی ہے اور اس کے علاوہ درج ذیل سرکاری و غیر سرکاری تعلیمی ادارے اپنے فرائض بخوبی سر انجام دے رہے ہیں۔ گورنمنٹ کالج یونیورسٹی (جی سی یونیورسٹی)، رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس، نیشنل ٹیکسٹائل یونیورسٹی، یونیورسٹی آف فیصل آباد، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی فیصل آباد کیمپس، سرگودھا یونیورسٹی فار وومن فیصل آباد کیمپس، پنجاب میڈیکل یونیورسٹی، فاسٹ یونیورسٹی سب کیمپس فیصل آباد (چنیوٹ)، ایجوکیشن یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویج فیصل آباد کیمپس، گورنمنٹ اسلامیہ کالج، گورنمنٹ کالج کارخانہ بازار، ڈویژنل پبلک سکول اینڈ کالج (ڈی پی ایس)، سپیریئر کالج، پنجاب کالج، کامل احسان سکول وغیرہ اہم تعلیمی ادارے ہیں۔

قیصری دروازہ:

۱۸۹۷ء میں فیصل آباد چک نمبر (۲۱۲) کی یاد تازہ رکھنے کے لئے ملکہ وکٹوریہ کے نام پر ریل بازار کے آغاز میں "قیصری دروازہ" تعمیر کیا گیا۔ اس دروازے کے بائیں جانب تحریر لکھی گئی کہ یہ دروازہ موہن لال خلف ڈاکٹر بہاری لعل نے شہر لائل پور کی بنیاد کے سوال میں بنایا۔[13] سر گنگا رام چاہتے تھے کہ لائل پور شہر لاہور کی کلاسیکل عمارتوں کی طرح تعمیر کیا جائے۔ انہوں نے لاہور کے بارہ دروازوں کی طرح اس شہر کے بھی آٹھ دروازے ڈیزائن کیے تھے۔ لیکن ان کے بنائے ہوئے نقشے ہمیں کسی بھی سرکاری دستاویز میں نہیں ملتے۔ پھر بھی ریل بازار کے شروع میں ایک شاندار طرز تعمیر کا شاہکار "قیصری دروازہ" اور اس کے سامنے "گھنٹی" ہے۔ ۱۸۹۷ء میں یہ دروازہ لالہ موہن لال سن آف ڈاکٹر بہاری لعل نے اپنی گرہ سے بنوایا تھا۔ جبکہ اس کے سامنے گھنٹی بھی کلاسیکل تعمیر کا شاہکار ہے اس کے اندر اب بھی ایک تختی آویزاں ہے جس پر لکھا ہوا ہے "برکت دریائے چناب دی" دراصل یہ گھنٹی شہر کی بنیاد رکھنے کا سنگ بنیاد ہے۔ یہ گھنٹی یونین جیک کی جھنڈے کے اوپر کی

کنوپی بھی ہے۔ اس کنوپی سے ویٹرنری ہسپتال بالمقابل پولیس لائنز تک سرکل روڈ کی یہ سیدھی سڑک یونین جیک کا پول ہے جس کے ساتھ آٹھ بازاروں کا یہ شہر جڑا ہوا ہے۔۱۸۹۸ء میں لائل پور میونسپلٹی بنائی گئی اس کا دفتر کارخانہ بازار کے باہر کی جانب تعمیر کیا گیا۔ اسی سال ٹیلی گراف آفس بھی تعمیر کیا گیا جو کہ موجودہ پی ٹی سی ایل دفتر کی جگہ پر ہی موجود تھا۔[14]

گمٹی (گنبدی):

جس جگہ یہ "گمٹی" موجود ہے اس جگہ سے دریائے چناب کبھی ٹھاٹھیں مارتا گزرتا تھا۔ یہ مخرطی قسم کی آٹھ دروازوں والی گمٹی فیصل آباد کی تاریخی حیثیت رکھنے والی مختصر سی عمارت ہے یہ شہر کے بالکل وسط میں کھڑی آنے جانے والوں کو یاد دلاتی ہے کہ انگریز سرکار کو اس خطہ سے کتنا انسباط تھا۔ گھنٹہ گھر اور قیصری دروازہ کی تعمیر کے ساتھ ساتھ یہ بھی ۱۸۹۷ء میں پایہ تکمیل تک پہنچی۔ سب سے پرانی عمارتوں میں ایک عمارت "گمٹی" بھی ہے اس کے درمیان میں پیالے کی شکل میں ایک ابھار ہے۔[15]

گوردوارہ:

۱۹۰۴ء میں جب فیصل آباد کو جھنگ کی تحصیل کا درجہ دے دیا گیا تو یہاں آباد کار سکھوں نے دوسرے مذہبی معبدوں اور عبادت گاہوں کی طرح ۱۹۱۱ء میں ایک عظیم الشان مذہبی گوردوارہ تعمیر کیا۔ اس گوردوارے کی شان و شوکت آج بھی اسی طرح برقرار ہے جس طرح تقسیم پاکستان سے پہلے ہوا کرتی تھی۔ تمام شہر کے سکھ اس گوردوارہ میں عبادت کیلئے اکٹھے ہوتے اور اپنے بڑوں کی مغفرت کیلئے دعائیں کرتے تھے۔ فیصل آباد کے مضافات کے بزرگ سکھ اور عورتیں اسی گوردوارہ میں چڑھاوے چڑھاتی اور منتیں مانگتی تھیں۔ اس گوردوارہ کی تعمیر ۱۹۱۱ء میں ہوئی تھی۔ قیام پاکستان کے بعد اس گوردوارہ کو ایک سکول کی شکل دے دی گئی، جس کا نام "پاکستا ماڈل ہائی سکول" رکھا گیا پاکستان ماڈل ہائی سکول کچہری بازار کا اجراء انجمن اسلامیہ لدھیانہ (رجسٹرڈ) نے اکتوبر ۱۹۴۷ء میں کیا تھا۔ بعد میں دیگر سکولوں کی طرح یہ سکول بھی حکومت کی تحویل میں آگیا۔[16]

دھوبی گھاٹ:

اس کو اقبال پارک بھی کہتے ہیں جو کہ پہلے ایک چھپڑ اہوا کرتا تھا بعد میں شہر فیصل آباد کی تعمیر کیلئے دھوبی گھاٹ کے گہرے میدان میں اینٹوں کا ایک بھٹہ لگایا گیا تھا۔ قیام پاکستان سے پہلے دھوبی گھاٹ کی گراؤنڈ کے نزدیک ہندوؤں، سکھوں اور مسلمانوں کے گھر آباد تھے۔ آبادی کے تناسب سے زیادہ گھر مسلمانوں کے تھے۔ گراؤنڈ کے ساتھ ساتھ ایک نالہ بہتا تھا شہر کے دھوبی یہاں آکر کپڑے دھوتے تھے۔ دھوبی گھاٹ اس وقت دو حصوں میں بٹا ہوا تھا ایک حصے میں جانوروں کے پانی پینے کیلئے حوض بنا ہوا تھا اور دوسرا حصہ دھوبیوں کا گھاٹ ہوتا تھا جس کی وجہ سے یہ دھوبی گھاٹ کے نام سے مشہور ہوا اور اب بھی دھوبی گھاٹ کے نام سے ہی پکارا جاتا ہے۔ دھوبی گھاٹ کی تاریخی لحاظ سے بھی بہت زیادہ اہمیت ہے۔ تقسیم پاکستان سے پہلے یہاں جلسوں کا اہتمام ہوتا تھا۔ دھوبی گھاٹ کے گراؤنڈ میں جن مشہور شخصیات نے شرکت کی وہ یہ ہیں:

۱۹۱۹ء میں گاندھی نے دھوبی گھاٹ میں خطاب کیا اس وقت اسے دسہرہ گراؤنڈ کہتے تھے۔۱۹۲۸ء میں کرتی کسان

کانفرنس بھی دھوبی گھاٹ گراؤنڈ میں منعقد ہوئی تھی۔ ۱۹۳۲ء کی تحریک آزادی کے دوران پنڈت جواہر لال نے بھی اسی گراؤنڈ میں خطاب کیا۔ اس کے علاوہ جو شخصیات دھوبی گھاٹ میں رونق افروز ہوئیں ان کے نام یہ ہیں:

"محترمہ فاطمہ جناح، سردار پٹیل، شورش کاشمیری، عطاء اللہ شاہ بخاری، ظاہر حسین شاہ، غلام محمد، میاں امیر الدین، مولانا عبد الحامد، نوب افتخار حسین آف ممدوٹ، میاں عبد الحئی، مسٹر حسن اصفہانی، خواجہ ناظم الدین، میاں بشیر احمد، رمضان سرور خان، شیخ منظور الٰہی، کے بی چوہدری فتح الدین، جمال میاں فرنگی اور سرفراز بلوچ وغیرہ"[17]

لاہور ۲۱ اکتوبر ۱۹۴۲ء کو نواب ممدوٹ کی زیر صدارت صوبائی مسلم لیگ کا ایک اجلاس منعقد ہوا۔ اس میں مسلم لیگ کے صوبائی جلسے کو منعقد کرنے کیلئے لائل پور کا انتخاب ہوا، اجلاس ۱۹، ۱۸، ۱۷ نومبر کو ہوا۔ سر ناظم الدین کو صدر منتخب کیا گیا۔ ۱۷ اکتوبر ۱۹۴۲ء لائل پور میں مجلس استقبالیہ پنجاب پر اونشل مسلم لیگ کا اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں پانچ سو ارکان نے شرکت کی۔[18] ایک موقع پر قائد اعظم نے لائل پور کے لوگوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا:

"حضرات! لائل پور نہ صرف اس وقت پنجاب کا بڑا شہر ہے بلکہ قیام پاکستان کے بعد بھی یہ ایسا شاندار ہو گا۔ میں نے آج مسلم لیگ کا جھنڈا لہرایا ہے مجھے پکا یقین ہے کہ تمام مسلمان پوری یک جہتی اور استقلال کے ساتھ اس کے نیچے کھڑے ہوں گے۔ میں بہت ساری تقاریر کر چکا ہوں اور ہر شخص آگاہ ہے کہ یہ جھنڈا کس چیز کا علمبردار ہے۔ حضرات! آپ نے جس جوش و خروش اور خلوص کے ساتھ مجھے خوش آمدید کہا میں اس کیلئے آپ کا بہت شکر گزار ہوں اگرچہ آپ نے میرا شاہانہ استقبال کیا ہے مگر میں اس کے عوض محض ایک چیز آپ کو دے سکتا ہوں یعنی کامل، یکسوئی کے ساتھ خدمت، مجھے یقین ہے کہ آپ اپنا وہ سب کچھ خرچ کر دیں گے۔ جو ہمیں اپنی منزل تک پہنچائے"[19]

باغ جناح

اس باغ کی تعمیر ۱۹۱۴ء کو ہوئی۔ اس باغ کے ابتدائی نام کنگ گارڈن، قیصری باغ اور کمپنی باغ وغیرہ تھے۔ ۱۴ ستمبر ۱۹۹۰ء کو اس کا نام تبدیل کرکے باغ جناح رکھا گیا۔ اس باغ کے اندر "بارہ دری" اور "جارج پنجم" کی یادگار قابل دید ہے۔[20] ان اہم عمارات کے علاوہ فیصل آباد میوزیم بھی قابل ذکر ہے۔ جس میں فیصل آباد کی مکمل تاریخ بمعہ تصاویر بالترتیب درج ہیں۔

صحافت

صحافت کے میدان میں فیصل آباد میں بہت سی نامور شخصیات ابھر کر سامنے آئیں۔ جنہوں نے دین و دنیا کی خدمت میں اپنی زندگی بسر کیں اور کچھ نامور شخصیات جو کہ ریڈیو اور ٹیلی ویژن کی زینت بنی اس کے علاوہ کچھ شخصیات وہ ہیں جو کہ تعلیمی

میدان سے وابستہ تھیں۔ الغرض زندگی کے ہر شعبہ سے تعلق رکھنے والی شخصیات فیصل آباد سے وابستہ ہیں۔ جن میں سے کچھ کا ذکر ذیل میں ہیں

ماسٹر سندر سنگھ لائل پوری

ماہر تعلیم، صحافی، تحریک آزادی کا مجاہد، اکالی تحریک کا بانی اور پنجاب کا رفاہ کار ۱۸۷۸ء کے امرتسر کے ایک زمیندار گھرانے میں پیدا ہوئے۔ ان کے والد کا نام لکھمیر سنگھ تھا۔ ماسٹر سندر سنگھ نے بہت سے اجلاسوں میں شرکت کی۔ ہندو، مسلم اور سکھ اتحاد کیلئے بہت کام کیے۔ ماسٹر لائل پوری نے سول نافرمانی کے لئے تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس لئے انہیں گرفتار کر کے تین سال قید کی سزا سنائی گئی۔ سندر سنگھ کا انتقال ۳ مارچ ۱۹۶۹ء کو ہوا۔

غلام باری علیگ

باری علیگ ۱۹۰۷ء کو ضلع گرداس پور کے گاؤں کلانور میں پیدا ہوئے ان کی پیدائش کے چند سالوں بعد ہی ان کا خاندان لائل پور آ گیا۔ غلام باری ایک تحقیقی مفکر اور تخلیق کار ذہن کے مالک تھے۔ وہ ایک ہمہ جہت اور ذہین شخص تھے ان کے علاوہ ایک تجربہ کار صحافی، ایک عظیم محقق اور بہت اچھے مصنف بھی تھے۔ انہوں نے تاریخ، اشتراکیت اور اسلام کے متعلق ۱۱ کتابیں تحریر کیں۔ باری علیگ کی تحریروں میں ادب اور صحافت میں ترقی پسند تحریروں کی راہ ہموار کی۔ انہوں نے بہت سے مصنفین، صحافیوں اور شاعروں کو سامراج کے خلاف کام کرنے پر راضی کیا۔ ۱۹۴۹ء کو ان کی وفات لائل پور میں ہوئی ان کی پچاسویں برسی کے موقع پر پاکستان پوسٹ آفس نے ایک یادگاری ٹکٹ ان کی تصویر کے ساتھ جاری کیا۔[21]

منشی فتح دین:

جالندھر سے ہجرت کر کے آنے والے منشی فتح دین ۱۸۹۰ء میں لائل پور کے گاؤں ۲۲۴ میں آباد ہوئے جالندھر میں منشی فتح دین محکمہ مال میں ملازمت کرتے تھے۔ منشی فتح دین بڑے فعال سماجی کارکن تھے۔ لوگوں کی خدمت کا جذبہ انہیں ہمہ وقت سفر میں رکھتا، منشی صاحب کے بارے میں ایک ضرب المثل بن چکا تھا منشی فتح دین نے اپنی زندگی میں ایک سو مساجد تعمیر کرائیں۔ منشی فتح دین اور اس کے بھائیوں کو سفید پوش سکیم کے تحت ۵ مربع اراضی الاٹ کی گئی۔ منشی فتح دین کے پاس شہر کی نمبرداری بھی تھی اور میونسپل کے معاملات میں بھی عمل دخل رکھتے تھے۔ منشی فتح دین ۶۳ سال کی عمر میں وفات پا گئے۔[22]

مذہبی ادب کا پھیلاؤ

ادب میں فیصل آباد کا اہم کردار رہا ہے۔ اس حوالہ سے چند شخصیات کا تعارف درج ذیل ہے:

مولانا محمد سردار احمد

مولانا ابوالفضل محمد سردار احمد میراں بخش کے گھر ۱۹۰۵ء کو ضلع گورداسپور کے ایک گاؤں دیال گڑھ میں پیدا ہوئے۔ آپ نے ابتدائی تعلیم دیال گڑھ سے ہی حاصل کی۔ اس کے بعد لاہور تشریف لے آئے اور وہاں سے مزید تعلیم حاصل کی اور وہیں

مدارس میں تدریسی سرگرمیاں سرانجام دیں اور کچھ مدت وزیر آباد کے گاؤں ساروکی میں قیام کرنے کے بعد ۱۹۴۸ء میں فیصل آباد نقل مکانی کی اور گھنٹہ گھر کے قریب گول باغ میں ڈیرہ ڈالا۔ کچھ عرصہ بعد درس حدیث کا آغاز فرمایا بالآخر ۱۲ ربیع الاول ۱۳۶۹ھ میں بمطابق ۲ جنوری ۱۹۵۰ء کو بعد از نماز عصر دارالعلوم بریلی شریف کی مناسبت سے جامعہ رضویہ مظہر الاسلام کے نام سے دارالعلوم کی بنیاد رکھی۔ آپ کے تربیت یافتہ تلامذہ کی مجموعی تعداد ۱۲۷۶۶ ہے۔ آپ کا وصال ۲۹ دسمبر ۱۹۶۲ء کو کراچی میں ہوا آپ کا جسد خاکی کراچی سے فیصل آباد لایا گیا اور سنی رضوی جامعہ مسجد میں دفنایا گیا۔[23]

صوفی برکت علی

آپ کی ولادت ۲۷ اپریل ۱۹۱۱ء کو لدھیانہ کے موضع برہمی میں ہوئی۔ آپ کے والد کا نام میاں نگاہی بخش تھا۔ آپ نے قرآن سے تعلیم کا آغاز کیا اور ۱۹۳۰ء میں آرمی شامل ہوئے، ملازمت کا زیادہ عرصہ ڈر کی کیفیت میں گزارا۔ آپ نہایت ذمہ دار اور حساس طبیعت کے شخص تھے۔ اور آپ کی لیاقت، معاملہ فہمی اور حسن تدبر کا قائل ہر شخص تھا اور آپ کو حسن کارکردگی کے کئی اعزازات سے نوازا گیا۔ آپ نے خدا کی تعلیمات کے حصول کی خاطر استعفیٰ دے دیا اور عہد کیا: ۱۔ ذکر الٰہی ۲۔ دین اسلام کی دعوت و تبلیغ ۳۔ مخلوق کی بے لوث خدمت۔ یہ تینوں کام آپ نے اللہ کے فضل مسلسل ۵۲ برس جاری رکھے اور پوری استقامت سے ان پر کاربند رہے۔ آپ کا وصال ۲۶ جنوری ۱۹۹۷ء کو ہوا۔ اور سمندری روڈ کیمپ دارالاحسان میں تدفین ہوئی۔[24]

شیخ الحدیث مولانا نذیر احمد:

آپ سمندری روڈ پر بستی روشن والا میں ۱۹۳۱ء میں پیدا ہوئے آپ نے رمضان المبارک ۱۴۰۳ھ بمطابق ۱۹۸۳ء کو گلا علی اللہ ستیانہ روڈ فیصل آباد پر عارف اللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی عارفی صاحب کی صدارت اور سرپرستی میں جامعہ اسلامیہ امدادیہ کی بنیاد ڈالی۔ اور شیخ الحدیث کے فرائض سرانجام دیے۔[25]

مفتی عبدالستار صاحب:

آپ ۱۹۳۰ء کو سمندری ضلع فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ حضرت مفتی علم و عمل، زہد و تقوی، اصلاح اور عبادات میں سلف کا نمونہ ہیں۔ تقریر کے ساتھ تحریر میں بھی کامل دستکار رکھتے تھے۔ پاکستان کے معروف دینی مجلہ "النجبد" میں بالخصوص آپ کے دقیق علمی و تحقیقی مضامین اکثر شائع ہوتے رہتے ہیں ان تمام صفات کے ساتھ تواضع و کسر نفسی آپ کی نمایاں خصوصیت ہے۔[26]

مفتی محمد امین:

مفتی محمد امین پاکستان کے ایک سنی عالم دین تھے۔ اور ان کی شہرت کی وجہ ان کی ایک کتاب آب کوثر ہے اس کے علاوہ انہوں نے اور بھی کتب تحریر کیں ہیں۔ اور ایک تعلیمی ادارہ بھی قائم کیا جس کا نام جامعہ امینیہ رضویہ ہے جس سے بہت سے علماء فارغ

التحصیل ہوئے۔ محدث اور سلف صالحین کا نمونہ تھے۔ آپ ۱۹۱۷ء کو میانوالی میں پیدا ہوئے ابتدائی اور ثانوی تعلیم کے کے بعد دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور پھر کچھ عرصہ بعد جامعہ اسلامیہ ڈابھیل میں اعلی تعلیم حاصل کی۔

حضرت مولانا مفتی زین العابدین:

تبلیغی جماعت کے عالمی مبلغ حضرت مولانا مفتی زین العابدین صاحب فیصل آباد کے ایک ممتاز عالم دین، عظیم نقبہ اس کے بعد آپ فیصل آباد تشریف لے آئے۔ اور ۱۹۵۲ء میں کچہری بازار کی جامع مسجد کے خطیب مقرر ہوئے۔ آپ نے ساری زندگی اسلام کی اشاعت میں گزاری اور آپ نے زیادہ وقت وعظ و نصیحت میں گزارا۔ آپ نے ۲۰۰۴ء میں وفات پائی۔ [27]

پروفیسر غلام احمد حریری:

آپ یکم ستمبر ۱۹۶۰ء کو مشرقی پنجاب ضلع گورداس پور موضع طالب پور میں پیدا ہوئے۔ آپ کا تعلق راجپوت خاندان سے تھا۔ اور آپ کے خاندان کے افراد تعلیم سے ناآشنا تھے آپ پہلے فرد تھے جنہوں نے تعلیم حاصل کی آپ نے میٹرک گورداسپور سے اور اعلیٰ تعلیم کیلئے پنجاب یونیورسٹی آئے۔ اور اس کے علاوہ آپ نے دینی تعلیم حافظ عبد العزیز، شیخ الحدیث مولانا عبداللہ، قاضی عبد السبحان وغیرہ سے حاصل کی۔ آپ نے تقریبا ۲۰ کے قریب کتب تحریر کیں۔ اور کل چالیس برس درس و تدریس کے شعبہ سے منسلک رہے۔ آپ ۸ مئی ۱۹۹۰ء میں فیصل آباد میں فوت ہوئے۔ [28]

شیخ عبد الباری :

آپ فیصل آباد میں پیدا ہوئے۔ گورنمنٹ کالج دھوبی گھاٹ سے گریجویشن کی ڈگری حاصل کی، آپ کے والد شیخ محمد یحیٰ ایک مشہور قانون دان تھے۔ جنکی شہرت و عزت شہر میں بہت زیادہ تھی۔ اور ان کو ہاتھوں ہاتھ لیا جاتا تھا۔ شیخ عبد الباری نے کاروبار کا انتخاب کیا اور محنت دیانتداری سے ترقی کرتے کرتے ایوان صنعت و تجارت کے تین دفعہ (۱۹۸۳ء، ۱۹۸۸ء اور ۱۹۹۲ء) صدر کے عہدے پر فائز رہے۔ آپ سماجی اور انسان دوست تنظیموں مثلاً بیت المال کے رکن بھی رہے تھے۔ آپ ایک سادہ لوح اور اللہ سے ڈرنے والے انسان تھے۔ ادھیڑ عمر میں سفید باریش ہو کر رہنے میں فخر محسوسکرتے تھے اور اسے جنت کا اجازت نامہ سمجھتے تھے۔ [29]

قاری محمد طاہر:

آپ ۱۹۴۳ء کو پیدا ہوئے اور آپ نے اپنی تعلیم پاکستان اور سعودی عرب سے حاصل کی اور جامعۃ الریاض میں تدریسی خدمات سرانجام دیں۔ آپ کا تدریسی تجربہ تقریباً ۳۲ سالوں پر محیط ہے اور اس دوران آپ نے بہت سی تصانیف تحریر کیں۔ جن میں پاکستان میں "علم تجوید و قرأت"، "عائلی قوانین اور پاکستانی سیاست"، "اربعین تجوید"، "اسلامی تعلیمات"، "لمحات حرم (سفر نامہ حج)" اور آسان صرف و نحو وغیرہ شامل ہیں۔ آپ تجوید کے مدیر بھی ہیں۔ ان دنوں رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی میں صدر

شعبہ اسلامیات کے فرائض بخوبی سر انجام دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ آپ نے متعدد مرتبہ بین الاقوامی محافل قرأت میں حصہ لیا اور آپ کی تفسیر ''ترتیل القرآن'' شائع ہو چکی ہے۔[30]

ان شخصیات کے علاوہ خلیق احمد قریشی روزنامہ عوام کے بانی، عبد الرشید غازی ڈیلی بزنس رپورٹ کے بانی، راناعبد الرحمان بک ہوم لاہور، لیاقت علی تخلیقات لاہور والے، ممتاز شاعر ڈاکٹر ریاض مجید، معروف مصنف اور شاعر علی اختر، نعت گو صائم چشتی، معروف نعت گو عبد الرؤف روفی، معروف عالم دین مولانا طارق جمیل، دانشور و صحافی حسن نثار اور سابق وزیر قانون پنجاب رانا ثناء اللہ وغیرہ کا تعلق بھی فیصل آباد سے ہے۔

اکیسویں صدی میں فیصل آباد کی تعلیمی ترقی

پاکستان ایک اسلامی ملک ہے اس کے سب شہر اپنی مثال آپ ہیں۔ اس کا ہر شہر اپنی خصوصیت کی وجہ سے دنیا بھر میں مشہور ہے۔ انہی شہروں میں ایک نامور شہر فیصل آباد ہے جو کہ صنعتی لحاظ سے کافی مشہور ہے اسے مانچسٹر آف پاکستان بھی کہا جاتا ہے۔ یہ پاکستان کا تیسرا بڑا شہر ہے۔ اس کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ اور اس کے کافی نام بھی تبدیل ہوئے۔ اس کا پرانا نام ساندل بار ہے اس کے لائل پور رکھا گیا اور اس کے بعد شاہ فیصل کے نام پر فیصل آباد رکھا گیا۔ اس شہر نے بہت کم وقت میں ترقی کی اور صنعت کے شعبہ کو پروان چڑھایا۔ اس کے علاوہ بہت سے لوگ مختلف ذرائع معاش سے منسلک ہیں۔ اس شہر میں بہت سے لوگ مزدوری سے گزارہ کرتے ہیں۔ فیصل آباد میں بہت سی یادگار عمارات ہیں: جن میں گھنٹہ گھر، قیصری دروازہ، گمٹی اور ریگل چوک زیادہ مشہور ہیں۔ فیصل آباد میں بہت سی نامور شخصیات ہیں جنہوں نے محنت کر کے اپنا اور اس شہر کا نام روشن کیا۔ ان شخصیات میں سے کچھ سیاست سے، کچھ صنعت سے، کچھ ٹیلی ویژن کے شعبہ سے اور کچھ کا تعلق تعلیم کے شعبہ سے ہے۔ ان نامور شخصیات میں صوفی برکت علی، مفتی محمد امین، مولانا طارق جمیل، ڈاکٹر قاری محمد طاہر، نصرت فتح علی خاں، رانا ثناء اللہ اور حسن نثار وغیرہ شامل ہیں۔ فیصل آباد کی جامعات میں ذیل جامعات نامور ہیں جو کہ بخوبی اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہیں۔ ان میں کچھ جامعات سرکاری سطح اور کچھ نجی سطح کی ہیں:

1. گورنمنٹ کالج یونیورسٹی (جی سی یونیورسٹی)
2. رفاہ انٹرنیشنل یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس
3. نیشنل ٹیکسٹائل یونیورسٹی
4. یونیورسٹی آف فیصل آباد
5. یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی فیصل آباد کیمپس
6. سرگودھا یونیورسٹی فار وومن فیصل آباد کیمپس
7. فیصل آباد میڈیکل یونیورسٹی

8. فاسٹ یونیورسٹی فیصل آباد (سب کیمپس چنیوٹ)
9. ایجوکیشن یونیورسٹی فیصل آباد کیمپس
10. نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگوئج فیصل آباد کیمپس (جامعہ نمل)
11. جی سی ویمن یونیورسٹی

ان جامعات میں طلبہ کی اخلاقی اور اصلاحی تربیت کی جاتی ہے۔ ان جامعات کا مقصد صرف طلبہ کی تعلیمی نشو و نما ہی نہیں بلکہ ان کا مقصد ان کی اخلاقی و ذہنی تربیت کرنا بھی ہے۔ جس کیلئے یہ جامعات کوشاں بھی ہیں۔ یہ جامعات کسی تعارف کی محتاج نہیں کیونکہ ان کی کارکردگی ہی ان کا تعارف ہے۔ ان جامعات کی مکمل معلومات ان کی ویب سائٹ پر موجود ہے۔ جس سے ان جامعات کی ہر طرح کی معلومات خواہ وہ داخلہ کے بارے میں ہو، اس کے طلبہ یا اساتذہ کے بارے میں، میسر ہیں۔ الغرض ہر جامعہ کی اپنی خصوصیت ہے۔ ان میں بہت سی ڈگریاں کروائی جارہی ہیں اور طلبہ اپنے مستقبل کو سنوار رہے ہیں۔

فیصل آباد میں ادب و شاعری

فیصل آباد کی اردو شعری روایت میں کاٹن ملز کے مشاعرے اولین مآخذات میں شمار کئے جاتے ہیں۔ یہ مشاعرے ۱۹۴۴ء میں شروع ہوئے تھے اور انہی مشاعروں کی بدولت فیصل آباد کے کئی شعراء کرام برصغیر پاک و ہند میں متعارف ہوئے۔ جن میں لالہ مرلی دھر شاد، لالہ سر شنکر لال شنکر، جمیل رامپوری، منظور حسین شور، خلیق قریشی اور منظور احمد منظور، پروفیسر منظور حسین شور، حبیب جالب وغیرہ شامل ہیں۔ ۱۹۶۶ء میں لائل پور کاٹن ملز کے مشاعروں کی دم توڑتی روایت کو حلقۂ اربابِ ذوق نے سہارا دیا۔ فیصل آباد کے شعری رجحانات کے زوال پذیر ہونے کی ایک وجہ یہ بھی سمجھی جاتی ہے کہ یہاں کے شعراء حضرات ادبی روایات کو سمیٹنے کے دائرے اور زمرے سے باہر نکلتے جارہے ہیں۔ جبکہ پاکستان بننے سے پہلے کا فیصل آباد (لائل پور) مشاعروں اور لائلپور کاٹن ملز (LCM) کی وجہ سے پوری دنیا میں مشہور ہو چکا تھا۔ لائل پور کاٹن ملز کے مشاعروں کے چرچے برصغیر پاک و ہند کے طول و عرض میں پھیلے ہوئے تھے۔ کاٹن ملز کے سالانہ مشاعروں کی رسم کو نبھانے کے لئے برصغیر کے مشہور شعرائے کرام کی شمولیت سے دُنیائے ادب میں نئے ابواب رقم ہوئے۔ ان مشاعروں میں اہلِ ذوق حضرات کے علاوہ ایک عام آدمی بھی مذاقِ سخن سے سرشار ہوتا تھا۔ اس حلقہ کا باقاعدہ آغاز ۱۲ مئی ۱۹۷۲ء میں شروع ہوا تو اس کے بانی اراکین جناب ریاض مجید، احسن زیدی، حزیں لدھیانوی، تنویر جیلانی، انور محمود خالد، سلیم بیتاب، مسعود مختار، شہزادہ حسن، ظہیر سلیمی اور ارشاد احمد خان نے اس روایت کو سہارا دیا اور اس کی نبضوں کو دوبارہ چلانے کے لئے نبّاض کا کردار ادا کیا۔ احسن زیدی مرحوم اس کے پہلے سیکرٹری اور انور محمود خالد جوائنٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ مجلس عاملہ میں مسعود مختار، سلیم بیتاب مرحوم اور ریاض مجید شامل تھے۔ بعد ازاں انور محمود خالد، مسعود مختار، علی شوکت خواجہ، ارشد جاوید، ملک حسن اختر، یوسف عزیز اور زاہد فخری بھی حلقہ کے سیکرٹری کے طور پر کام کرتے رہے۔ یہ تنظیم شہر کی سب سے زیادہ فعال ادبی تنظیم تھی۔ اس

کے تنقیدی اجلاس نوجوان شائقینِ ادب کیلئے ایک تربیت گاہ کا کام دیتے تھے۔ اس تربیت گاہ سے نکلنے والے نوجوانوں میں کئی ایک ملک کے ممتاز ادیبوں اور شاعروں میں شمار ہوتے ہیں۔ جن میں حسن اختر جلیل، خرم خلیق، زاہد فخری، شفقت بٹالوی، قمر لدھیانوی، کوثر علی، محمود ثناء، مشتاق باسط، منظر مفتی، ارشد جاوید، اسلم طارق، افتخار فیصل، اقبال نوید اور نوید الطاف وغیرہ شامل ہیں۔

فیصل آباد کی معروف شخصیات

انور علی بھٹی۔ فیصل آباد کے پہلے پنجابی انشائیہ نگار

انورؔ علی بھٹی صاحب فیصل آباد کے مشہور و معروف شاعر، ادیب، انشائیہ نگار اور نقاد تھے۔ وہ بنیادی طور پر زرعی سائنس دان تھے۔ مگر علم و ادب اور شعر و شاعری کے ساتھ ان کی گہری وابستگی تھی۔ انہوں نے اپنے علمی و ادبی کیریئر کے دوران 14 سے زائد کتابیں لکھیں۔ جو اُن کی حیات میں نہ چھپ سکیں۔ مگر اُن کے بیٹے احمدؔ رضا بھٹی کا ان کتابوں کو چھپوا کر سامنے لانا ادب کے ساتھ گہری دوستی کی علامت ہے۔ انورؔ علی بھٹی کی اب تک تین کتابیں شائع ہو چکی ہیں۔ جن میں "انشائیہ دے انگ (تحقیق)، لیکاں (پنجابی انشائے) اور دل دے بُوہے (پنجابی شاعری) شامل ہیں۔ انورؔ علی بھٹی صاحب 31 جنوری 1922ء کو 192 گ ب مرید والہ میں مشہور پنجابی شاعر حضرت مظہرؔ حیدریؒ کے گھر پیدا ہوئے۔ حضرت مظہرؔ حیدری خود بھی صاحب کتب شاعر ہیں۔ ان کی "شخصیت اور فکر و فن" پر جی سی یونیورسٹی فیصل آباد کی طرف سے رانا راشدؔ علی نے ایم اے پنجابی کا مقالہ بھی لکھا ہے۔ اس مقالہ کی نگران پروفیسر ڈاکٹر ثوبیہ اسلم صاحبہ تھیں۔

پروفیسر یونس جیلانی ---فیصل آباد کے قومی ایوارڈ یافتہ ڈرامہ نگار

"قیام پاکستان کے وقت پاکستان کے حصے میں کل 3 ریڈیو اسٹیشن آئے۔ ان میں سابق مشرقی پاکستان میں ڈھاکہ سینٹر اور مغربی پاکستان میں پشاور اور لاہور۔ پاکستان کی ملکی اور نظریاتی سرحدوں کی حفاظت، قومی و بین الاقوامی خبروں سے عوام کو باخبر رکھنے اور علمی، ادبی اور ثقافتی سرگرمیوں کو فعال بنانے میں حکومت نے پانچ سات میں متعدد نئے ریڈیو مراکز قائم کئے۔ یہ سلسلہ جاری رہا اور ملک میں پاکستان براڈکاسٹنگ کارپوریشن نے بڑے شہروں کے بعد اب چھوٹے شہروں میں ریڈیو پاکستان کے مراکز قائم کرنے کا پروگرام مرتب کیا ہے اور نئے مراکز قائم کئے جارہے ہیں۔ عوام کو تفریح مہیا کرنے کے لئے ماضی میں موسیقی اور ڈرامہ پر خاص توجہ دی جاتی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ ملک کے تمام نامور، مقبول اور عظیم گلوکار و گلوکارہ اور صداکار و اداکار ریڈیو پاکستان ہی سے تربیت حاصل کرکے ٹیلی ویژن، فلم اور اسٹیج تک پہنچے۔[31]

شاعر، ادیب

(آ) آتش کشمیری، آس لدھیانوی، انور علی بھٹی، آزاد شیرازی، آذر عسکری، آصف بشیر چشتی، استاد دامن، اختیار اختر، انور محمود خالد ڈاکٹر، ارشد جاوید، اقبال گوربچہ، امداد حسین امداد ڈاکٹر، اختر بھٹی، اختر سدیدی، افضل احسن رندھاوا،

اشرف اشعری، ایس اے علوی، احمد رضا بھٹی، اشفاق بخاری، اکرم رضا، امیر قزلباش دہلوی، اسماعیل سفری، احمد ریاض، اقبال اختر، امین راہی، اسیر سوہلوی، اقبال نوید، اشرف ریاض، ابراہیم شیم، احسن زیدی ڈاکٹر. اغر یگانہ، افضل ساحر، امین راہی، انجم سلیمی، میاں اعجاز احمد قادری، احسان الحق خوشتر وارثی، اے ایی عاطف، احسان احمد غوری، اسماعیل متوالہ، افتخار فیصل، اسلم طارق، اختر لدھیانوی، اعجاز کنور راجہ، افتخار نسیم، انجم خلیق قریشی، افضال احمد انور، احمد شہباز خاور، اکرام مجید، اصغر علی تبسم، اختر صدیقی، اشفاق بابر، اظہر سعید ڈاکٹر، اخلاق حیدر آبادی، اقتدار واجد، ایس ایم صادق، انور انیق، اظہار احمد گلزار، الیشع ایاز، احمد مطلوب درپن، ایوب خاور شنوا، ارشد بیلی، احمد دین (قصہ خواں) آصف سردار آرائیں۔

(ب) بری نظامی، بیدل کانپوری بسمل شمسی، بدر منیر ڈار پروفیسر، بیکس بٹالوی، باباصادق

(ت) تاج محمود روحی، تنویر جیلانی

(ث) ثمر فردوسی، ثناء اللیہ ظہیر

(ج) جوہر جالندھری، جمیل رامپوری، جاوید انور ڈاکٹر، جوشوا فضل الدین، حامد حسین حامد استاد، جمیل لاہوری، جگنو گورداسپوری، جیرا سکین، جعفر حسین مبارک ڈاکٹر، جاوید اسلم

(ح) حافظ لدھیانوی، حزیں لدھیانوی، حبیب جالب، حسن اختر جلیل، حافظ محمد حسین حافظ، حاتم بھٹی، حامد رضا سید، حشمت اللہ پروفیسر، حفیظ راغب، حمید شاکر، حسن قمر چنیوٹی، حبیب العیشی، حافظ ابراہیم، حمید نسیم (ریڈیو رائٹر) حیدر شکیب، حسن مسعود، حمید محسن پروفیسر

(خ) خاور زیدی، خرم خلیق، خلیق قریشی، خرم علیم، خاور جیلانی، حامد یسین

(د) درد جالندھری، دلاور عسکری، دلشاد احمد چن

(ر) ریاض احمد قادری پروفیسر، ریاض شاہد پروفیسر، راشد قمر، ریاض احمد پرواز، رشید جالندھری، رفیق تاج، رانا غلام رسول، رخسانہ سحر، رانا بشیر احمد، رشید احمد گوریجہ پروفیسر، رفیق پاشا، رفیق تشنہ، رفعت ہاشمی، میاں رفعت قادری، رفاقت حسین ممتاز، ریاض مجید ڈاکٹر، رضوان علی

(ز) زاہد فخری، زیارت حسین جمیل، زاہد عکاسی، زاہد بلالی

(س) سعید اختر حکیم، ساحر قدوائی حکیم، سہیل سالک، سکندر ایاز زیدی، سعید الفت، سمیع اللہ عرفی، سفیر حسین نامی، سید ہ توقیر آس کاظمی، سلیم بیتاب، سرور خاں سرور، سہیل بزمی، سعیدہ رشم پروفیسر، سلیم جیلانی سیّد، سعید عدیل، سلیم اختر جاذب

(ش) شور علیگ، شکیب حیدر، طاہر دیوبندی، شوکت قادری، شفقت بٹالوی، شوق عرفانی، شوکت علی قمر پروفیسر، شبیر احمد قادری پروفیسر، شفیق احمد شفیق، شاکر عروجی، شفقت حسین شفقت پروفیسر، شاد نیر ڈاکٹر، بشرٰ ادیبگ، شاہد اشرف، شریف خالد، شوکت نسیم اخگر، شکیل اورنگ آبادی، شہر ادا سلم (انگلینڈ)، شاہین بیگ، شاہد عباس شاہد

(ص) صومعی کاشمیری، صابر ایوبی، صوفی احمد علی، صائم چشتی الحاج، صفدر علی علوی، صوفی حشمت علی، صفدر حسین، صابر رضا، صفیہ صابری، صابر ایوبی

(ض) ضیاء محی الدین (ایکٹر) ضیاء حسین ضیاء علامہ

(ط) طاہر صدیقی، طالب جالندھری، طالب فیصل آبادی، طفیل سلیم ہوشیارپوری، طالق ہمدانی لدھیانوی، طلعت یوسفی، طاہر صدیقی پروفیسر، طارق رضا چوہدری

(ظ) ظہیر سلیمی، ظہیر قریشی، ظفر عجمی

(ع) عبدالحق کامل دہلوی، عزیز انجم حیدر، عصمت اللہ پروفیسر، عظمت اللہ پروفیسر، عبیر ابوذری، عامر سلیم، بیتاب، علی اکبر عباس، عبدالوحید اختر، عالم خاں ڈاکٹر، علی اختر، عمر دین الفت وارثی، عارف رضا، عابد جمیل عابد، عبدالغفور صدیقی، عبدالغفور درشن، عبدالستار نیازی، عارف بخاری، عبدالقیوم خان، عابد شاہین، عاشق حسین کنگ، عدیم ہاشمی علی محمد ماہی، پروفیسر عبدالقیوم حسان، عبدالواحد، علی زریون، عبدالستار شاہی، عمر فاروق مرزا، علیم الرحمٰن حیدر، عبداللہ حسین عارف زیدی سیّد

(غ) غلام رسول تنویر پروفیسر، غلام رسول شوق پروفیسر، غلام محمد نقش ہاشمی، غفور شاہد، غلام احمد حریری، غلام میراں شیرازی، غوث شیرازی

(ف) فیض جھنجھانوی، فیاض ہریانوی، فراز صدیقی، فاروق قمر زیدی، فیاض احمد فیاض، فیاض علی فیضی، فیروز نظر، فرخ بخاری ڈاکٹر، اشفاق عنبر عظیمی، فیاض تشنہ

(ق) قمر لدھیانوی، قمر صدیقی، قیوم ناصر

(ک) کانا، کنور مہندر سنگھ بیدی سحر، کاشف نعمانی، کوثر لدھیانوی، کوثر علی، کوثر علیمی، کامران جیلانی، کبیر چوہدری، کامران جیون

(گ) گروچرن داس (مصنف)

(ل) لالہ مرلی دھر شاد (شاعر، جنرل مینجر لال کاٹن ملز) لالہ شنکر لال شنکر

(م) مظہر حیدری ؒ(لبھو خاں)، منظور احمد منظور، منظور ہاشمی، مشتاق اسلام آبادی، م۔ حسن لطیفی، محمد مسلم عسکری، منظر مفتی پروفیسر، مسعود مختار، محمد وکیل جیلانی سیّد، محمد جمیل جیلانی سیّد، منظور حسین شور، محمد عبداللہ کامل پروفیسر، محمد یوسف ہارون، محمد جہانگیر عالم، مکرم لدھیانوی، مسعود قمر، مسرور بدایونی، محمد اقبال منصور قاری، محمد افسر ساجد، محمد افضل خاکسار، منظر فارانی، مختار کھرل، معظم بن ظہور، محمد علی زخمی، محمد اشرف خیالی، محمود کنول، محمد لطیف ساجد، محمد شبیر خان، محمود ثناء، محمود رضا سید، ممتاز کنول، صوفی محمد حسین صوفی، محمد جاوید تسکین، مقبول احمد ساجد، محمد اعجاز تبسم، محمد سرفراز ناز،

مقصود وفا، میجر اسحاق، منتظر اقتدار مہدی، محمد آصف ملک، محمد آصف سیاہ پوش، محمد یسین سعید، محمد انور ورک، محمد ایوب پروفیسر، مختار عمیم شیلوہ، محبوب سرمد، محمود سرور، مظہر مشتاق، مدثر کھرل، محمد علی سعد

(ن) نذر رضوی، نسیم سید، ندیم باری، نادر جاجوی، نیئر عباس، نصرت صدیقی، نظر لدھیانوی، ناہید نواز خان، نعمت احمر، نذر جاوید، نعیم ثاقب، نسیم صحرائی، نور محمد کپور تھلوی، ناز خیالوی، نصیر احمد چیمہ، نعیم اختر آزاد، نظر کبیر پوری

(و) واصل ہاشمی، وحید احمد (ناولسٹ) وحید احمد ڈاکٹر، وارث علی وارث

(ہ) ہوش ترمذی، ہمایوں خان

(یے) یونس جیلانی پروفیسر، یعقوب سہارن

شاعرات و افسانہ نگار

بیگم کنیر فاطمہ اسحاق، بیگم شبنم طفیل، سعیدہ رشم، کوثر صدیقی، اعجاز نسرین (افسانہ نگار) رابعہ سرفراز، فرحت صدیقی، بتول زہرا، روشانے سبعین، ناز فاطمہ، کنیر فاطمہ مقدس، ناہید اختر، بشریٰ ناز، شان سعید، مینال نعیم مجوکہ، فرحت شہزاد، شمیم اختر، شازیہ شریف، فوزیہ ہاشمی، ضیاء بتول، طاہرہ اقبال، شکیلہ شام، صدف شاہ، گلفام نقوی، شفق علی چوہدری، کائنات احمد، سمیرا کھرل، صفیہ حیات۔

صحافی

(ا) اعجاز حشمت، کمال نظامی، اعجاز بٹالوی، اختر سدیدی، ارشد تابانی میاں، اختر حسین اختر، آغا ارباب خاور، اصغر علی جہانگیر، احمد اثبات

(ب) برکت داراپوری، باری علیگ، میاں بشیر اعجاز، بشیر ممتاز

(ت) تنویر جیلانی، تنویر حیدری

(ج) جانباز مرزا

(ح) حسن نثار، حیدر چوہدری ڈاکٹر حفیظ احمد

(غ) خلیق قریشی، خرم خلیق

(ر) ریاست علی آزاد (صحافی، ایڈیٹر ڈیلی غریب) رمضان سرور خان (ایڈیٹر ہفت روزہ لائل پور) رفعت سروش فیصل، ریحانہ حمید تبسم

(س) سردار عبد العلیم، سعادت سعید

(ش) شاہ محمد عزیز (ایڈیٹر ڈیلی بزنس رپورٹ) شفقت بٹالوی، شاکر عروجی

(ص) صفدر بخاری

(ظ) ظہیر قریشی (ایڈیٹر ڈیلی عوام)

(ع) عبدالرشید غازی، عبدالمجید (ایڈیٹر دی پاکستان ٹائمز) علی محمد خادم، عبدالغنی چیمہ، عبدالرحمٰن بخاری حاجی (بخاری بیڈ شیٹ صحافی، اخبار کوہستان) عبدالغنی مہجور سیّد

(غ) غلام رسول جنڈیالوی مولوی، غلام نبی کالر

(ف) فضل احمد چوہدری

(ک) کنور تنویر شوکت

(ق) قمر لدھیانوی، قمر بخاری

(م) محبوب جاوید میاں، محمد سرور رانا، مجاہد منصوری، محمود کنول، محمد افضل شاہد، مسعود مختار، محمد عثمان بھکروان

(ن) ناسخ سیفی، نسیم حجازی (ایڈیٹر کوہستان) نذیر ناجی، نوید اقبال

(ی ے) یونس سلمان

علامہ اقبال لائبریری (کارونیشن لائبریری)

علامہ اقبال لائبریری ضلع کچہری اور دفاتر ضلع کونسل کے قریب واقع ہے اور تقریباً پچانوے سال سے لوگ اس سے استفادہ کر رہے ہیں۔ قبل ازیں اس کا نام کارونیشن لائبریری تھا۔ جو کہ جارج پنجم کی رسم تاجپوشی کی یاد دلاتا ہے۔ انگریزی حکومت کے دورِ حکومت میں اس کا نام پیپلز ڈسٹرکٹ لائبریری رکھا گیا۔ مگر اب اس کا نام شاعر مشرق ڈاکٹر محمد اقبال مرحوم سے موسوم کر کے علامہ اقبال لائبریری رکھا گیا ہے۔ اس لائبریری کا سنگ بنیاد 24 جنوری 1912ء کو جناب ایم ڈبلیو ڈگلس سی آئی ای ڈپٹی کمشنر فیصل آباد نے رکھا اور 14 دسمبر 1914ء کو یہ لائبریری اپنی مختصر سی عمارت میں عوام کے لئے کھول دی گئی۔ ابتداء میں اس کے جملہ اخراجات ڈسٹرکٹ بورڈ فیصل آباد نے برداشت کئے۔ بعد میں میونسپل کمیٹی اور شہر کے چند مخیّر حضرات نے بھی اس کار خیر میں حصہ لیا۔ آج کل اس کے تمام اخراجات ڈسٹرکٹ کونسل فیصل آباد پورے کرتی ہے۔ قیام پاکستان سے قبل جناب عبدالرحیم آئی سی ایس ڈپٹی کمشنر فیصل آباد جو کہ بلحاظ عہدہ انتظامی کمیٹی لائبریری ہذا کے چیئرمین بھی تھے نے اپنی ذاتی دلچسپی اور توجہ سے 45-1944ء میں اس کی ہیت اور انتظامی امور میں نئے باب کا اضافہ کیا۔ انہوں نے جز وقتی لائبریرین کی بجائے کل وقتی لائبریرین کا بندوبست کیا۔ اس کے قوائد وضوابط کو نئے سرے سے ترتیب دیا۔ کتب کی تعداد میں خاطر خواہ اضافہ کیا۔ ریزرو فنڈ قائم کیا اور لائبریری عمارت میں توسیع کی۔ شہر کی دیگر نامور شخصیتوں کو بھی لائبریری کی ترقی میں حصہ لینے کے لئے آمادہ کیا۔ قیام پاکستان کے بعد لائبریری ہذا نے ترقی کی مزید منازل طے کیں۔ چنانچہ آج کل اس لائبریری کا شمار ضلع کی ممتاز لائبریریوں میں ہوتا ہے۔ لائبریری کی موجودگی عمارت 4 کمروں مشتمل ہے۔ 3 بڑے ہال کمرے ہیں۔ ایک بڑا حال دارالمطالعہ (ریڈنگ روم) کیلئے مخصوص ہے۔ جس میں تمام قومی اور مقامی اخبارات مہیا کئے جاتے ہیں۔

تخلیق پاکستان میں فیصل آباد کا کردار

18 اگست 1937ء کو فیصل آباد کے مسلم طلباء نے بھی اس تحریک کی حمایت میں ایک بیان جاری کیا۔ جن میں گورنمنٹ کالج کے فقیر محمد، مختار احمد اور نثار احمد، خالصہ کالج کے مقبول احمد اور نذر محمد اور زراعتی کالج فیصل آباد کے محمد عباس نمایاں تھے۔ اس سلسلے میں 8 نومبر 1937ء کو گورنمنٹ کالج فیصل آباد میں اسکے مسلم طلباء کا ایک اجلاس ہوا۔ جس میں اس کالج کے تھرڈ ائیر کے طالب علم ارشاد احمد نے مسلمانوں کے لئے الگ وطن کی ضرورت اور اہمیت کے بارے میں خطاب کیا اور مسلم طلباء سے اپیل کی کہ وہ آپس میں متحد ہو کر اس عظیم مقصد کے لئے جدوجہد کریں۔ اس اجلاس میں عارضی طور پر عاصم نظامی کو صدر، امداد ارشاد احمد کو سیکرٹری منتخب کیا گیا اور اسی اجلاس میں بھی فیصلہ کیا گیا کہ مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن کی شاخ فیصل آباد میں بہت جلد قائم کی جائیگی۔ 1938-39ء کے دوران قیام پاکستان کی فیصل آباد میں شاخ بن چکی تھی۔ جس میں خلیق قریشی مرحوم اور ریاض الدین آف جڑانوالہ شامل تھے۔ جبکہ تحریک پاکستان کا باقاعدہ آغاز مارچ 1940ء سے ہوا۔ جب آل انڈیا مسلم لیگ نے اپنے ستائیسویں سالانہ اجلاس میں 23 مارچ 1940ء ایک قرارداد (قرارداد لاہور۔ قرارداد پاکستان) منظور کی۔ جس میں برصغیر کے مسلمانوں کیلئے ایک الگ وطن کے قیام کو اپنا نصب العین قرار دیا گیا۔ جس میں وہ اپنے عقیدے اور نظریے کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ اس اجلاس کی استقبالیہ کمیٹی میں فیصل آباد شہر کے ایم اے مختار پیش پیش تھے۔ مسلم لیگ ضلع فیصل آباد کے جو اصحاب اس اجلاس میں بطور مندوب شریک ہوئے ان کے اسمائے گرامی یہ ہیں۔ 1-چوہدری عزیز الدین پلیڈر 2- خواجہ غلام حسین ایڈووکیٹ 3-چوہدری رحمت علی ناگرہ 4-چوہدری غلام رسول باجوہ 5-عطا محمد صفدر سلیمی 6-ڈاکٹر فرید بخش 7-چوہدری فضل احمد 8-چوہدری محمد اکبر بی۔اے، بی۔ایڈ 9-محمد رمضان سرور۔ اسکے بعد 20 جولائی 1941ء کو فیصل آباد میں پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے "پاکستان کانفرنس" کا اہتمام کیا۔ اس کانفرنس کا بدولت فیصل آباد میں تحریک پاکستان کو بڑی تحریک ملی اور آزادی وطن کی جدوجہد تیز تر ہو گئی۔

فیصل آباد کی تاریخ کا سب سے قیمتی لمحہ 17 نومبر 1942ء میں آیا جب فیصل آباد میں پنجاب مسلم لیگ کی سالانہ کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں شرکت کیلئے حضرت قائداعظم بنفس نفیس تشریف لائے اور پاکستان کے قیام کی بشارت کے ساتھ ساتھ فیصل آباد کی بے پناہ صنعتی و حرفتی اور تجارتی ترقی کی بھی پیشگوئی کی اور اسے مستقبل کا ایک نہایت اہم قرار دیا۔ (یہ قیمتی لمحے سلولائیڈ فلم کی صورت میں محفوظ ہیں)۔ حضرت قائداعظم کی تشریف آوری کے موقع پر فیصل آباد کے مسلم عوام کا جوش وجذبہ دیدنی تھا اور ہر طرف پاکستان کا چرچا تھا۔ پاکستان کے لئے حسن طلب کی شدت اور حضرت قائداعظم کے لئے عقیدت کے بے پناہ جذبات فیصل آباد کے مسلم عوام کے دلوں میں پائے جاتے تھے۔ نامور اور مقبول مسلم لیگی راہنما میاں عبدالباری آف جڑانوالہ فیصل آباد نے بطور چیرمین استقبالیہ کمیٹی حضرت قائداعظم کا فرمان سنایا۔ اپنے خطاب کے دوران اس کانفرنس کے افتتاح پر حضرت قائداعظم نے فرمایا۔

" مجھے پنجاب کے مسلمانوں سے بہت سی باتیں کہنی ہیں پنجاب میں اب ایک نئی زندگی ہے۔ مسلمان عوام اب مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ خدا کی رحمت ہے کہ آج ہم منظم میں خدا کے فضل و کرم اور آپ کی مدد سے ہماری کامیابی یقینی ہے۔ اب تک پاکستان کی جدوجہد میں مسلم اقلیت کے صوبوں کے مسلمان حصہ لیتے رہے ہیں۔ حالانکہ زیادہ فائدہ اکثریت کے صوبوں کا ہے ۔ مگر اب صورت حال بدل چکی ہے۔ اب ہر طبقہ کے لوگ مسلم لیگ کے ساتھ ہیں۔ وہ ایک جھنڈے تلے کھڑے ہیں۔ ایک پلیٹ فارم پر جمع ہیں اور ایک آواز میں بولتے ہیں ''۔ حضرت قائد اعظم کی اس فکر انگیز اور روح پرور تقریر اور ان کی انقلاب آفریں راہنما شخصیت نے فیصل آباد کے مسلم عوام میں ایک نئی روح پھونک دی۔ جس سے حصول پاکستان کا تحریک میں ایک نئی جان پڑ گئی۔ اس جدوجہد میں فیصل آباد کے ہر طبقے کے لوگ شریک تھے۔۔[32]

تحریک آزادی میں فیصل آباد کے طلبہ :

آل انڈیا مسلم لیگ کے مارچ 1940ء کے لاہور اجلاس کے بعد پنجاب مسلم سٹوڈنٹس فیڈریشن نے فیصلہ کیا کہ چونکہ اس وقت صوبائی مسلم لیگ صوبے میں انتہائی غیر موثر اور غیر منظم ہے۔ اس لئے 23 مارچ کی قرارداد پاکستان کے مطابق پاکستان سکیم کو عوام میں متعارف کروانے کیلئے فیڈریشن کے پلیٹ فارم کو استعمال کیا جائے۔ لہذا یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ پنجاب میں پاکستان سکیم کو متعارف کروانے اور اس کیلئے جدوجہد کرنے کا کلی سہرا پنجاب کے طالب علموں کے سر ہے۔ اس سلسلے میں سال 1941ء میں فیصل آباد میں منعقد ہونے والی دو کانفرنسیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ کیونکہ ان کانفرنسوں نے سیاستدانوں کو ایک نئے تضاد میں الجھا دیا گیا تھا۔ فروری 1941ء میں فیصل آباد میں فیڈریشن نے ایک تعلیمی کانفرنس منعقد کی۔ اس کانفرنس کی صدارت حاجی عبداللہ ہارون نے کی۔ اس موقعہ پر مقررین نے ہندوستان کے مسلمان طلبہ کے لئے حصول تعلیم میں درپیش دشواریوں کے ساتھ ساتھ ان دشواریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے مختلف طریقوں پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ اس ضمن میں اس بات پر خصوصی توجہ دی گئی کہ مسلمان طلبہ کو دینی تعلیم پر زیادہ توجہ دینی چاہئے۔[33]

حلقہ ارباب ذوق:

حلقہ ارباب ذوق فیصل آباد حلقہ ارباب ذوق پاکستان کی شاخ ہے۔ فیصل آباد میں اس کا باقاعدہ آغاز 12 مئی 1972ء میں ہوا۔ جناب ریاض مجید، احسن زیدی، جزیں لدھیانوی، انور علی بھٹی، تنویر جیلانی، انور محمود خالد سلیم بیتاب، مسعود مختار، علی شوکت خواجہ، شہزادہ حسن، ظہیر سلیمی اور ارشاد احمد خان اس کے بانی رکن رہے۔ اس کا پہلا اجلاس علامہ اقبال لائبریری میں منعقد ہوا۔ جس میں تقریباً دو سو کے قریب ادیبوں، شاعروں، صحافیوں اور دیگر ارباب ذوق نے شرکت کی۔ لاہور سے جناب شہزاد احمد کشور ناہید، اور یوسف کامران بھی اس موقع پر موجود تھے۔ اجلاس کی صدارت کشور ناہید نے کی۔ حلقہ ارباب ذوق لاہور کے پرانے رکن اور عظیم دانشور جناب ڈاکٹر عزیز الحق نے اپنا مضمون "پرانے ترقی پسند نئے ترقی پسندوں کی نظر میں " پیش کیا۔ بحث میں ناہید نواز خاں، ریاض مجید، انور محمود خالد، جزیں لدھیانوی، سہیل جاذب، صدیق سندھو، نسیم سرور، ملک

حسن اختر، ارشاد احمد خاں، تنویر جیلانی وغیرہ شامل تھے۔ جناب احسن زیدی اس کے پہلے سیکرٹری اور انور محمود جوائنٹ سیکرٹری مقرر ہوئے۔ اور مجلس عاملہ مسعود مختار، سلیم بیتاب مرحوم اور ریاض مجید پر مشتمل تھی۔ بعد ازاں انور محمود خالد، مسعود مختار علی شوکت خواجہ، ارشد جاوید، ملک حسن اختر، یوسف عزیز اور زاہد خری بھی حلقہ کے سیکرٹری کے طور پر کام کرتے رہے۔ یہ شہر کی سب سے فعال ادبی تنظیم ہے۔ جسے بیرون شہر بھی معروف ادیبوں کا تعاون حاصل ہے۔ اس کے تنقیدی اجلاس نوجوان شائقین ادب کیلئے ایک تربیت گاہ کا کام دیتے ہیں۔ اس تربیت گاہ سے نکلنے والے نوجوان ادیبوں میں کئی ایک ملک کے ممتاز ادیوں میں بھی شمار ہوتے ہیں۔

دیگر ادبی انجمنیں اور تنظیمیں:

پنجابی بزم ِ اخلاق (سرپرستان، ملک حکیم محمد شریف اور سیّد بخت بہادر شاہ لائلپوری، جنرل سیکرٹری محمد امین برق ہوشیار پوری، پراپیگنڈا سیکرٹری محمد سجان بنگالی لائلپوری، صدر استاد محمد یعقوب شوق بٹالوی، اسسٹنٹ سیکرٹری محمد ابراہیم بیکس بٹالوی) پنجابی بزمِ ادب لائلپور (سرپرستان چوہدری علی اکبر خان ایڈوکیٹ سابق وزیر تعلیم، شیخ بشیر احمد صدر سٹی مسلم لیگ، مولانا علی محمد ماسلوی، چوہدری محمد لطیف رندھاوابی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی، ماسٹر علی محمد ہیڈ اوورہالر کوہ نور ٹیکسٹائل ملز، ماسٹر محمد رمضان ہیڈ مکینک کوہ نور ٹیکسٹائل ملز، ملک ممتاز علی پروپرائٹر ملک گڈز ٹرانسپورٹ، عبد الرحمان گورونانک پورہ، حاجی سردار محمد، شیخ گلزار محمد) مجلس ارتقائے ادب، مجلس فکر و فن، برمِ نوید علم و ادب، بزمِ نسیم ادب، ادب سرائے، پنجابی ادبی مجلس، پنجابی پرہیا، ہیومن گائیڈز / صدف (صدر، شیخ اعجاز احمد)، بزمِ صابری، یارانِ نکتہ داں، برم چناب رنگ، انجمنِ فروغ فن و ادب ریڈیو، علی حیدر اکیڈمی، فیصل آباد اکیڈمی، پنجابی بزمِ بسمل، دائرہ مظہر فیصل آباد، بزم ارباب تنویر حلقہ ادب، بزمِ سخنور، برمِ ارباب قلم (صدر، کوثر علیمی) پنجابی ادبی سیوک (صدر، اے ایچ عاطف)، مرکزی بزم قائد پاکستان، ویلفئیر فورم (ڈاکٹر جعفر حسن مبارک) اکائی فیصل آباد (سیکرٹری شہزاد بیگ)، سخنور فاؤنڈیشن پاکستان (آصف سردار آرائیں) مجلس معین ادب (صدر پروفیسر طاہر صدیقی) اکائی لائنز کلب (صدر، پروفیسر خالد شیخ) ہم خیال / ترقی پسند مصنفین (صدر انجم سلیمی) بزمِ رفیق ادب (صدر، ڈاکٹر رفیق کمبوہ شاہد) مولوی غلام رسول اکیڈمی (سیکرٹری ڈاکٹر پروفیسر شبیر قادری) انجمن فقیرون مصطفیٰ (سیکرٹری، میر نواز امیر، پروفیسر ریاض قادری) بزمِ صائم چشتی (سیکرٹری تبسم قادری) کاروان ادب (سیکرٹری سرور خان سرور) برم روش گوجرہ (صدر اسلم غزالی) بزمِ تبسم گوجرہ (تقسیم بٹالوی) حلقہ محبان ِ گوجرہ (سیف اللہ چیمہ) نعت اکیڈمی (سیکرٹری محد شفیق شہزاد) وتمثیل گر (چیئرمین، نصرت صدیقی) جیسمین انٹرنیشنل (چیئرمین، رفعت یاسمین) پنجابی ادبی سنگت (صدر، ناصر مجید) برم مراد نعت (سیکرٹری، سرور قمر قادری) بزمِ شان (صدر، شان بی بی) رائٹر گلڈز فیصل آباد (سیکرٹری، اخلاق حیدرآبادی) بزم عندلیبِ نعت (صدر، مرزا علی شیر) زرنگار (صدر علامہ ضیاء حسین ضیاء) بزمِ منصور سحر (صدر، منصور سحر) بزم علم فروغ ادب (صدر، شاہ علی شاہ) قرطاس (صدر، ڈاکٹر ریاض مجید)

فیصل آباد پر لکھی گئیں منظومات:

قارئین ادب کی دلچسپی کے لئے اس مضمون میں تمام منظومات احمد رضا بھٹی صاحب کی مطبوعہ کتاب باموسومہ "منظوم فیصل آباد (لائل پور) 2015ء" سے لی گئیں ہیں۔ راقم الحروف اظہار تشکر کے طور پر مذکورہ کتاب کے محقق کا بے حد ممنون ہے۔ حکیم محمد رمضان اطہر مرحوم نے (تاریخ وفات 12 مارچ 2016ء کمال آباد قبرستان فیصل آباد) "منظوم فیصل آباد" کے بارے میں اپنے منظوم خیالات کا اظہار اس طرح کیا۔ دیکھو تو کون آج سرِ بام آگیا

آتے ہی مشکبار فضاؤں پہ چھا گیا

بے شک شعور و فکر کا ہے رُخ بدل گیا — یہ شہر ذوقِ شعر کے پیکر میں ڈھل گیا

احمد رضاؔ یہ آپ کا مطبوع مجموعہ — اس شہر بے مثال کا منظوم تذکرہ

تحسین! تیری سعی پیہم کو بے ریا — تبریک! تیری سوچ کا انداز ہے نیا

اک کہکشاں جڑی سرِ قرطاس ہے ضیا — اک جاں فروز ولولہ عزم جواں ترا

شہکار پُر جلال ترا بولتا ہوا — اس شہر نو بہار کے در کھولتا ہوا

تحریر مستنیر ہے ترتیب مستنیر — ہر شعر مستنیر ہے ترکیب مستنیر

شعرائے ذی وقار کی نظمیں ہیں بیمثال — فن کا عروج بھی ہے تو افکار لازوال

منظوم شاہکار میرے شہر کا ہے یہ — بر عکس شاندار میرے شہر کا ہے یہ

قلمی معاونت کا وہ رہبر ہے اشعریؔ — اک آسمانِ شعر کا نیّر ہے اشعریؔ

اطہرؔ ہیں شاعروں کے مضامیں حسیں حسیں — احمد رضاؔ کا کام بھی ہے عہد آفریں

خلیق قریشی۔ پیغام فردا

ارضِ لائل پور، خاک طور یکسر نُور ہے — یہ زمیں معروف اور مشہور نزدو دُور ہے

یہ زمیں گہوارہ و سرچشمۂ تعلیم ہے — اہلِ دل کے واسطے یہ مرکزِ تکریم ہے

حضرت مظہر حیدریؒ۔ سکونت

بار علاقہ لائل پور دا کھول سکونت دَسّاں — خاص تحصیل سمندری ساڈی جتھے یارو دَسّاں

اک سو بانوے چک اساڈا شاخ گوگیرہ یارو — شاید قسمت تور لیاوے ہودے پھیرا یارو

اسماعیل سفریؔ۔ یاد رکھیں پچھلے پنڈ تائیں موضع رام پور بلڑوں مقام میرا ضلع ہوشیار پور سانوں لگدا اسی اسماعیل سفری ؔ ہیگا نام میرا چھاؤنی جالندھر وچ دُکان ہیسی ہیسی کتب فروشی کام میرا سفریؔ لائل پور اج کل رہائش رکھے سبھناں دوستاں تائیں سلام

میرا انور علی بھٹی (چوہدری)۔ آپا کپاہ دا موسم آیا کپاہ دا موسم کوئی نہ دُور جی   وِچ کے بھریئے کھیسے ہُن
تے ضرور جی کھڑیاں کپاواں سوہنی لائی بہار جے   چاندی دے کھیت دیکھاں آوے سُرور جی
حبیب جالب۔ لائل پور

لائل پور اک شہر ہے جس میں دل ہے مرا آباد
دھڑکن دھڑکن ساتھ ساتھ رہے گی اس بستی کی یاد
میٹھے بولوں کی وہ نگری گیتوں کا سنسار
ہنستے بستے ہائے وہ رستے نغمہ ریز دیار

احمد شہباز خاور۔ شہرِ خوش نہاد

قریۂ خوش نہاد زندہ باد
شہر فیصل آباد زندہ باد
ہو ترے محسنوں کی عمر دراز
جس کے دم سے ہے آج تو مختار
اہلِ دل، اہلِ علم، اہلِ ہنر
گیت گاتے ہیں تیرے شام و سحر
انکی سب کاوشیں ہیں تیرے لئے
چاہتیں، خواہشیں ہیں تیرے لئے

اختر صدیقی۔ فیصل آباد کی اونچی شان

وسط میں ہے اک گھنٹہ گھر
دیتا ہے پل پل کی خبر
چاروں جانب ہے کہرام
ہلکی چیزیں مہنگے دام
پھر بھی اس پر جان قربان
فیصل آباد کی اونچی شان

شیر افضل جعفری۔ عروسُ البلاد

یہ عروس البلاد لائل پور
خلد سجدہ گزار اس کے حضور

رئیس امر دہوی۔ بلا عنوان

منٹگمری کا فرنگی نام وجۂ ننگ تھا
کال ساہیوال تھا اس خطۂ مشہور کا
اب یہ فضل خالقِ اکبر عقیقہ کیجئے
جیکب آباد ایبٹ آباد اور لائل پور کا

منظر مفتی (پروفیسر)۔ لائلپور

آٹھ بازاروں کی بستی، آٹھ بازاروں کا شہر
جس کے سنگھم پر کھڑا ہے گھنٹہ گھر

شوکت علی قمر (پروفیسر)۔ لائل پورے دی خیر

لائل پورے دی خیر
میرے لائل پورے دی خیر
ساندل دی ایہہ بار نرالی
فطرت دی ایہہ نازاں پالی
تاریخاں وچ رُتبہ عالی
جنگل دے وچ منگل والی
بھاگاں والے پیر
لائل پورے دی خیر

علامہ رفعت ہاشمی۔ لائلپور

کیا نرالا شہر لائل پور ہے
صنعتی اوصاف سے معمور ہے

علی اختر۔ بولیاں

اٹھاں کو پیاں دا کشن کنہیا گھنٹہ گھر لائل پور دا
میرے اندروں لائل پور بولے فیصل آباد جیبھ نہ چڑھے

ریاضؔ احمد قادری (پروفیسر)۔ شہر وفا آمیز فیصل آباد

میں اک شہر وفا آمیز فیصل آباد رہتا ہوں اس کے دم قدم سے میں ہمیشہ شاد رہتا ہوں
مِرا یہ شہر الفت اور وفا کی ایک بستی ہے ای بستی پہ رب کی ہر گھڑی رحمت برستی ہے
مِرے اس شہر کا جو چوک گھنٹہ میں ہے محور یہی اک چوک اس کے آٹھ بازاروں کا ہے رہبر

اشرف اشعریؔ۔ سر جیمز بروڈوڈائل

آئے نظر نہ بے حسی لائل کے شہر میں سب کی رضا ہے باہمی لائل کے شہر میں
سونا اُگل رہے ہیں مضافات شہر کے ہر آدمی ہے لکھ پی لائل کے شہر

سرورؔ بجنوری۔ فیصل آباد

فیصل آباد کل تھا لائل پور اک فرنگی کے نام پر مسرور
فیصل آباد آج نام اس کا چار جانب جہاں میں ہے مشہور

ماحصل

اس شہر کی خاص ادبی فضا اور مذہبی ماحول کے سبب یہاں مذہبی موضوعات پر بہت ادب تخلیق ہوا۔ عظم نعت نگار حافظ لدھیانوی کے تیس سے زائد نعتیہ مجموعے شائع ہوئے اسی طرح صائم چشتی کی سینکڑوں کتابوں امین نقوی اور دوسرے اکابرین کی کتابوں سے یہاں ایک مذہبی ادبی ماحول پیدا ہوا جس سے پاکستان میں اسے "شہر نعت" کہا گیا یہاں حمد و نعت کے فروغ کے لئے متعدد علمی ادارے اور اکیڈمیاں کام کر رہی ہیں۔ "نعت اکادمی" فیصل آباد نے سو کے قریب نعتیہ کتابیں شائع کی ہیں اس شہر سے اردو نعت، اردو نثر میں سیرت رسول، عربی نعت، اردو میں میلاد نامے، اردو منقبت نگاری، اردو کی دعائیہ شاعری کے علاوہ بیسوں موضوعات پر ایم اے، ایم فل اور پی ایچ ڈی کی سطح کا تحقیقی و تنقیدی کام ہو چکا ہے۔ حمد و نعت کے وہ مجموعے جو اس شہر سے چھپے۔ ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے۔ فیصل آباد میں شہر میں مذہبی مضامین و موضوعات پر ہونے والے کام کی مقدار اور معیار ایسا ہے کہ اس کے جداگانہ مطالعے کے لئے پی ایچ ڈی کی سطح کے تحقیقی و تنقیدی کام کی ضرورت ہے۔ خصوصاً اردو کی مختلف مذہبی اصنافِ سخن میں فیصل آباد کے شاعروں نے گزشتہ قریباً سوا سو سال میں جو خدمات سرانجام دی ہیں اس کے تحقیقی و تنقیدی مطالعے کی ضرورت کے پیش نظر یہ مضمون مرتب کیا گیا۔ اس میں ادوار کے حوالے سے یعنی آغاز سے ۱۹۴۷ء تک ـــــ ۱۹۴۷ء سے ۲۰۰۰ء تک اور ۲۰۰۰ء سے تاحال تک فیصل آباد میں حمد، نعت، منقبت، مرثیہ اور سلام کی

اصناف سخن کا جائزہ لیا گیا ہے اور مذہبی اصناف سخن کے تناظر میں فیصل آباد کی شاعری کا جائزہ لیا گیا ہے۔ معاصر ادبی منظر نامے میں فیصل آباد کی حمد و نعت اور دیگر مذہبی موضوعات پر لکھی جانے والی شاعری کی ضرورت اس لئے تھی کہ یہاں ان اصناف پر ہونے والے کام کی انفرادیت نے مذہبی اصناف سخن حمد و نعت وغیرہ کے یہاں کے تخلیقی ماحول میں تازہ کاری کا اضافہ کیا اس شہر میں ان موضوعات پر جو سینکڑوں کتابیں شائع ہوئی ہیں ان کے جداگانہ تخصص کے جائزہ کی ضرورت کے پیش نظر یہ مقالہ مرتب کیا گیا تاکہ حمد و نعت اور مذہبی شاعری کی پوری فضا میں اس شہر کی تخلیقی کارکردگی (Contribution) کا اندازہ لگایا جا سکے۔ مزید یہ کہ فیصل آباد میں مذہبی اصناف سخن حمد باری تعالیٰ نعت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم، منقبت صحابہ، دعا اور مناجات، مرثیہ اور سلام وغیرہ کے موضوع پر جو شاعری ہوئی ہے اس سے یہ شہر ہی نہیں پوری اردو دنیا متاثر اور ثروت مند ہوئی ہے اس موضوع پر ابھی تک کوئی تحقیقی و تنقیدی کام نہیں ہوا تھا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ اس شہر میں مذہبی موضوعات کا تفصیل سے تجزیہ کیا جائے اور اس شہر سے چھپنے والے حمدیہ اور نعتیہ اور دیگر مذہبی مجموعوں کی فکری و فنی محاسن کے ادبی مقام و مرتبہ کو متعین کرنے کی کوشش کی جائے۔ واضح رہے کہ اس شہر میں مذہبی مضامین و موضوعات پر چھپنے والی کتابوں کی تعداد ہزاروں میں ہے جن میں سے حمد و نعت و مناقب و مرثیہ کی کتابیں بھی سینکڑوں میں ہیں۔ حافظ لدھیانوی، صائم چشتی، امین نقوی، ریاض مجید، طاہر صدیقی اور دوسرے کئی شاعروں نے ان اصناف سخن میں رجحان ساز اضافے کئے ہیں ۔فیصل آباد کی تاریخ، آبادکاری، ابتدائی تعلیمی ادارے، ادبی انجمنیں، مذہبی درس گاہیں، قیام پاکستان سے پہلے کی ادبی فضا، قیام پاکستان کے بعد مہاجرین کی آمد، شہر کی معاشرتی ترقی، تہذیبی و ثقافتی اور علمی و ادبی سرگرمیوں میں وسعت اور تیزی اخبارات و رسائل کا آغاز، تعلیمی ادارے کالج اور یونیورسٹیوں کا قیام، اکیسویں صدی میں ادب، صحافت، تہذیب، ثقافت، صحافت کا پھیلاؤ، معاصر شعری منظر نامہ، اشاعتی ادارے، ادبی شخصیات یہاں کی ثقافت کہ اہم عناصر ہیں۔

حواشی

[1] اشعری، اشرف، فیصل آباد لائل پور تاریخ کے آئینے میں، مظہر پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء، ص ۵۳

[2] ایضاً، ص ۴۶

[3] سندھو، لیاقت علی، کھوج، طہ پبلیکیشنز لاہور، ۲۰۱۱ء، ص ۱۰۶

[4] اشرف اشعری، فیصل آباد، تاریخ کے آئینے میں، ص ۶۷

[5] اسحاق بھٹی، مولانا، کاروانِ سلف، مکتبہ اسلامیہ، فیصل آباد ۱۹۹۹ء، ص ۱۳۶۔۱۳۷

[6] ملک اشفاق، تاریخ لائل پور، پیس بکس فیصل آباد، ۲۰۱۷ء ص ۷۰

[7] ریکارڈر جسٹر، ڈسٹرکٹ آفیسر، ضلع کونسل، فیصل آباد

[8] ڈوگر، محمد انور، ساندل بار، فیصل آباد تک، بحوالہ اسلامی انسائیکلوپیڈیا، ۱۹۹۳ء

[9] غلام جعفر، مفتی مترجم، ارشادات جناح، ادبستان لاہور، س ن، ص ۱۹۶

[10] Muhammad Zaigham, pasha, History of Faisalabad, Kitab Markaz, Faisalabad,1999,P-141

[11] غزالی، احمد، ساندل بار، فیروز سنز لاہور، ۱۹۹۹ء، ص ۱۳۳

[12] اشرف اشعری، فیصل آباد، تاریخ کے آئینے میں، ص ۱۴۳

[13] اشعری، اشرف، فیصل آباد لائل پور تاریخ کے آئینے میں

[14] ملک اشفاق، تاریخ لائل پور، ص ۸۱

[15] اشعری، اشرف، فیصل آباد لائل پور تاریخ کے آئینے میں، ص ۱۷۲

[16] اشعری، اشرف، فیصل آباد لائل پور تاریخ کے آئینے میں، مظہر پبلی کیشنز، ۲۰۱۳، ص ۱۷۳

[17] اشعری، اشرف، فیصل آباد لائل پور تاریخ کے آئینے میں، مظہر پبلی کیشنز، ۲۰۱۳، ص ۲۴۰۔۲۴۲

[18] اشعری، اشرف، فیصل آباد لائل پور تاریخ کے آئینے میں، مظہر پبلی کیشنز، ۲۰۱۳، ص ۲۴۳

[19] مفتی غلام جعفر، ارشادات جناح، ص ۱۹۶

[20] ایضا، ص ۲۶۶

[21] اشعری، اشرف، فیصل آباد لائل پور تاریخ کے آئینے میں، مظہر پبلی کیشنز، ۲۰۱۳، ص ۲۶۳۔۲۶۴

[22] لیاقت علی سندھو، کھوج، ص ۱۲۷۔۱۲۸

[23] اشرف اشعری، لائل پور تاریخ کے آئینے میں، ص ۵۰۸۔۵۱۲

[24] اشرف اشعری، لائل پور تاریخ کے آئینے میں، ص ۵۲۱

[25] مولانا احمد رضا بجنوری، تاریخ مفسرین و محدثین، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ۱۴۳۳ھ، ص ۵۸۶

[26] مولانا احمد رضا بجنوری، تاریخ مفسرین و محدثین، ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان، ۱۴۳۳ھ، ص ۵۸۶

[27] حافظ محمد اکبر شاہ بخاری، پچاس جلیل القدر علماء، المیزان و ناشران و تاجران کتب لاہور، ۲۰۰۶ء ص ۲۲۶۔۲۲۷

[28] www.urdu majalis.net/threads/12056

[29] اشرف اشعری، لائل پور تاریخ کے آئینے میں، مظہر پبلیکیشنز، ۲۰۱۳ء، ص ۲۶۶

[30] ڈاکٹر قاری محمد طاہر، عائلی قوانین اور پاکستانی سیاست، جنگ پبلیشرز، لاہور، ۱۹۹۹ء

[31] ماہنامہ آہنگ'' کراچی۔ ڈرامہ نمبر، جون جولائی 2006ء

[32] روزنامہ عوام جلد نمبر 1 5 شمارہ نمبر 180-14 اگست 1997ء

[33] صد سالہ نمبر، جامعہ پنجاب 1972 ء